قادیانی کافر کیوں ؟

مرتبہ
ارشاد الحق اثری

ناشر
ادارہ علوم اثریہ
منٹگمری بازار - لائلپور

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ

سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھے

اور وحی والہام کا غلط دعوی کرے

قادیانی کافر کیوں؟

مرتبہ

ارشاد الحق اثری

ناشر

ادارہ علوم اثریہ لائلپور

ملنے کا پتہ

ادارہ علوم اثریہ

منٹگمری بازار — لائل پور
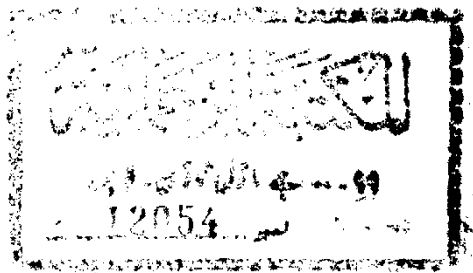
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی و اساسی عقائد میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم المرسلین کو واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف

اسالیب اور پیرایہ ہائے بیان میں مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت کی اور اسی عقیدہ پر مٹنے کی تلقین فرمائی۔ اسلام، بانی اسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور اجماع امت سے ثابت عقیدہ ختم نبوت کا منکر یعنی اجراء نبوت کا قائل مرتد اور واجب القتل ہے۔ سرکار دو عالم کے وصال کے بعد اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ اور سجاح نامی عورت نے ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے اپنی جعلی من گھڑت اور خانہ ساز نبوتوں کا ڈھونگ رچایا تو صحابہ کرام نے اپنی جانوں کی بازی لگا کر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا اور اس پر آنچ نہ آنے دی۔

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد سلطنت مغلیہ نہ صرف یہ کہ باقی نہ رہ سکی بلکہ طوائف الملوکی اور انتشار و خلفشار کا شکار ہو گئی۔ اسی اثناء میں انگریز تاجر کے بھیس میں آیا اور ایک صدی میں پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو

کے تحت پورے برصغیر پاک و ہند پر قابض ہو گیا۔ ملت کے جعفروں، صادقوں اور غلام مرتضاؤں کی بدولت انگریز نے ہندوستان پر قبضہ تو کر لیا لیکن مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کے بیدار ہونے کا اندیشہ اسے ہمیشہ ستاتا رہا۔ چنانچہ مسلمانوں کے اسی جذبہ جہاد کو پامال کرنے، ان کی وحدت و مرکزیت کو ختم کرنے اور ان میں شدید لفرت و انتشار پیدا کرنے کے لیے انگریز نے مختلف حربے استعمال کئے لیکن وہ پھر بھی اپنے ان ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بالآخر ختم نبوت کے مقفل باب کو توڑ کر ۱۸۵۷ء کے مشہور غدار مرزا غلام مرتضیٰ کے لڑکے مرزا غلام احمد قادیانی نے سر پہ تاج نبوت رکھنے کی ناپاک جسارت کی مرزا غلام احمد نے پہلے پہل اپنے کو ایک مناظر کے روپ میں پیش کیا۔ پھر مجدد زمان اور مسیح موعود سے ہوتا ہوا دعویٰ نبوت تک پہنچا اور یوں مسلمانوں کے مسلمات متوارثہ کو بد نما اور داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کرتا ہوا مسلمانوں میں انتشار و خلفشار کی طرح ڈال کر فرنگی مقاصد کو پورا کیا اور مسئلہ جہاد کو منسوخ کر کے انگریز کی خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ مرزا غلام احمد کے دعاوی اور کفریہ تعلیمات کا علمائے کرام نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس سلسلہ میں شیخ الکل میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ محدث دہلوی۔ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ امرتسری امام العصر مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ سیالکوٹی۔ حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان رحمہ اللہ منصورپوری مصنف رحمۃ للعالمین۔ حضرت العلام حافظ محمد عبد اللہ محدث رحمہ اللہ روپڑی حضرت

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مدظلہ العالی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ معمارؒ۔ جناب الیاس برنیؒ اور دیگر بے شمار علماء کرام نے مرزا غلام احمد کا تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم سے مباہلہ کر کے ۱۹۰۸ء میں رسواکن موت مرا۔ اس کے بعد اس کے ماننے والے ہمیشہ مسلمانوں سے علیحدہ رہے۔ یہاں تک کہ پاکستان کے بننے میں بھی یہ حضرات رضا مند نہ ہوئے۔ ان کی ہمدردیاں ہمیشہ انگریز اور اسلام دشمن ہنود و یہود سے رہیں۔ پاکستان بن گیا لیکن ان کی غداریاں ختم نہ ہوئیں۔ بالآخر گذشتہ سال قادیانی جارحیت اور دھاندلیوں کے ردِعمل میں ایک زوردار تحریک چلی جس کے نتیجہ میں پاکستان قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے کفر کا تاریخی فیصلہ کیا اور انہیں غیر مسلم قرار دیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

یہ کتابچہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے دراصل فاضل محترم مولانا ارشاد الحق صاحب اثری کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے گذشتہ سال تحریک ختم نبوّت کے دوران مسجد مبارک اہلحدیث منٹگمری بازار لائلپور کے جمعوں میں ارشاد فرمائے جس میں موصوف نے بڑے فاضلانہ انداز میں قادیانیوں کی مذہبی حیثیت کو پیش کیا ہے۔

قادیانی اگرچہ آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں لیکن اخبارات و رسائل میں انہوں نے اپنے مشن کو وسیع تر کر دیا ہے۔ بلکہ حد یہ کہ یہ رسائل مسلمانوں کے گھروں

اور دکانوں میں براہِ راست یا بذریعہ ڈاک مفت پہنچائے جاتے ہیں اور اپنے روایتی انداز میں اصل عقائد و نظریات پس پردہ رکھتے ہوئے مسلمانوں کے اجتماعی فیصلہ کو جہاں چیلنج کیا جاتا ہے وہاں ان کی یہ حرکت توہین عدالت کے ذیل میں بھی آتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ [illegible] حکومت [illegible] اس کی طرف توجہ دیتے ہیں اور مسلمان ہیں کہ صرف آئینی فیصلہ پر اپنی فتح و نصرت کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ حالانکہ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ غلام احمدی جماعت کا لٹریچر جو سادہ لوح مسلمانوں کو مغالطوں میں مبتلا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہو رہا ہے کا جائزہ لیا جائے اور دلائل و سنجیدگی سے اس کا تعاقب کیا جائے اور اس کے جواب میں موثر لٹریچر تیار کر کے اسے مفت تقسیم کیا جائے۔

آخر میں ہم حاجی صاحبان مالکان لطیف پبلشرز [illegible] کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے کتاب کی طباعت و اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین حنیف کی خدمت کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔ یہ سلسلہ ان کے لیے زادِ [illegible] ہو اور ان کے مرحوم والد کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام۔

۱۶ اپریل ۱۹۷۵ء

قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری
تعلیم الاسلام ماموں کانجن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وحدہٗ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ۔ اما بعد

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک پوری اُمت اس بات پر متفق ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے اور جو شخص آپؐ کے بعد رسُول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ دائرہٗ اسلام سے خارج ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کذّاب اور دجّال قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید، احادیث، اقوال صحابہ وتابعین اور علمائے امت کے اقوال کی تفصیل تو آپ کو مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا محمد حسین صاحب بٹالویؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور دیگر علمائے کرام کی تصانیف میں ملے گی، تاہم یہاں موقعہ کی مناسبت سے ہم اپنے ناظرین کی توجہ چند اہم امور کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں:۔

(۱) اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے بندوں کی اصلاح اور ان کی کامیابی وکامرانی کے لیے زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ حالات اور حکمت کے مطابق وقتاً فوقتاً انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ لیکن ان کی نبوّت کسی خاص خطّہ ارضی یا کسی خاص قوم کے لیے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک کی خصوصیّات قومی اور شعائر ملی جدا گانہ تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے عالم انسانی کو ایک عالمگیر وحدت میں تبدیل کرنا تھا اس لیے ہدایت کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط اور تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (التوبہ۔۳۳)

وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔

پھر آپ پر ایسی جامع ترین کتاب نازل ہوئی جو سابقہ تمام ادیان کا مجموعہ تھی۔ فرمایا ہے :۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ۔ ۴۸)

اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ اسے انعام خداوندی قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ یہ خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے جس کے الفاظ ہیں :۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (المائدہ۔ ۳)

آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر انعام تام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔

پھر اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے فرمایا :

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہ (الحجر۔۹)

ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں

لہٰذا جب قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اور غیر مبہم الفاظ میں اس بات کا بھی اعلان کر رہا ہے کہ آپؐ کے ذریعہ دین کی تکمیل کر دی گئی ہے اور اس دین کی حفاظت بھی ہم خود ہی کریں گے۔ اس میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف نہیں ہوسکتی۔ تو پھر اس کے بعد نبی کی کیا ضرورت ہے؟ اصلاحِ احوال کے لیے اگر ضرورت ہے تو مصلحین کی نہ کہ انبیاء کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بناء پر علمائے اُمّت کو انبیاء کا وارث قرار دیا اور فرمایا۔

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ — علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(بخاری ص ۱۶ ج ۱۔ مسند احمد ص ۱۹۶ ج ۵۔ ابوداؤد ص ۱۵۷ ج ۲

ابن ماجہ ۲۰۔ دارمی ص ۹۸ ج ۱)

اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا:۔

كَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ اٰخَرُ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ الْخُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ

کہ بنی اسرائیل کی نگہداشت انبیاء کی ذمہ داری تھی جب ایک نبی رخصت ہوتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ نائبین کثرت سے ہوں گے۔

بخاری ص ۴۹۱ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۲۱۲

باب الوفاء بالبیعۃ

یہ وہ اصولی بات ہے کہ اگر دیانتداری سے اس پر غور کر لیا جائے تو کوئی بھی عقلمند آدمی نبی کی ضرورت کا قائل نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ کسی کی نبوت کو ہی

صحیح تسلیم کر لیا جائے۔

(۲) نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام کو امت سے جو محبت اور تعلق خاطر تھا اس کا اندازہ ذیل کی آیت سے لگایا جا سکتا ہے۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ ۱۲۸)

تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے۔ ایمان والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے

— یہ امت سے پیار ہی کا تو نتیجہ تھا کہ ساری ساری رات اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(المائدہ ۱۱۸) اگر آپ ان کو (امت کو) سزا دیں گے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف فرما دیں گے تو آپ غالب حکمت والے ہیں، پڑھتے گزار دیتے۔

(مسند احمد ص ۱۴۹ ج ۵)

— یہ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ، ہی کا تو اظہار تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان امتناع لا تطیق ذلک کہ تیری امت پچاس نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھے گی فرمانے سے بار بار بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوتے رہے (مشکوٰۃ ص ۵۲۸)

— اور امت پر مشقت ہی کے ڈر سے تو فرمایا کرتے

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ۔ (ابوداؤد ص ۱۷ ج ۱ مع عون ترمذی ص ۴۳ ج ۱ مع التحفہ)

اگر امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو حکم دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کیا کرو

اور کبھی فرماتے :۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ (ترمذی ص ۵۲ ج ۱)	اگر امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ نماز عشا رتہائی حصہ رات بیت جانے کے بعد پڑھا کرو۔

اور پھر امت سے تعلق خاطر اور محبت ہی کا تو نتیجہ ہے کہ قیامت کے روز جب تمام انبیاء ؑ پکار پکار کر کہہ رہے ہوں گے اَللّٰهُمَّ لَا اَسْئَلُكَ اِلَّا نَفْسِیْ اے اللہ ہم تجھ سے اپنی جان ہی کا سوال کرتے ہیں۔ تو اس کسمپرسی کے عالم میں آپ ؐ فرمائیں گے یا رب اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ الٰہا میری امت پر رحم فرمائیو مشکوٰۃ ص ۴۸۹

ذرا دیکھیے کہ اس رسول کا امت سے محبت و پیار کا یہ عالم اور اس قدر شفقت ہو وہ کیونکر یہ برداشت کر سکتا ہے کہ ساری امت کو آنے والے نبی سے غافل کر کے نعوذ باللہ اپنے ہاتھوں انہیں جہنم کا ایندھن بنا دے۔ (جبکہ مرزا کہتا ہے میرا انکار کرنے والا جہنمی ہے۔ تبلیغ رسالت ص ۲۷ ج ۹) اور پھر اس غفلت پر تنبیہ بھی کی کہ میرے بعد کذاب اور دجال تو ہوں گے مگر نبی نہیں ہوگا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی نبی کی بعثت مقدر ہوتی تو آپ ؐ کی شفقت کا تقاضا تھا کہ آپ اس پر ایمان لانے کی تلقین فرماتے مگر یہاں تو شفقت کا لفظ اس بات کا مقتضی ہے کہ امت سے ہمیشہ تعلق خاطر ہی رہے اور اگر اس تعلق میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہو گئی یا کوئی اور اس میں شریک بن گیا تو پھر کئی اور نام ہیں کوئی سا نام رکھ لیجیے مگر اسے شفیق نہ کہیے۔ بات صاف ہے کہ یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیق تسلیم فرمائیں گا بصورت دیگر قرآن مجید کی اس آیت کی تکذیب کرنا ہو گی۔

ان دو آیات کے علاوہ یوں تو متعدد آیات ایسی ہیں جن سے تکمیل دین اور آپ کی صفت خاتم النّبیین کا ثبوت ملتا ہے لیکن ہمارا مقصد استیعاب نہیں جیسا کہ پہلے ہم ذکر کر آئے ہیں۔ اسی طرح وہ احادیث جن سے ہمارے اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے ان کا شمار دو صد سے زائد ہے جنہیں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی تصنیف میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں آپؐ نے مختلف الفاظ اور مختلف طریقوں سے کبھی فرمایا۔"میں آخری نبی ہوں"۔ "میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ "سلسلہ نبوّت مجھ پر ختم ہو چکا ہے۔" "میں آخری نبی اور تم آخری امّت ہو۔" "میں قصر نبوّت کی آخری اینٹ ہوں۔" اور یہ کہ "میرے بعد نبوّت کا دعویٰ کرنے والا کذّاب اور دجّال ہے۔"

اندازہ فرمائیے "خاتم النّبیین کی اس سے بڑھ کر اور کیا تشریح ہوگی۔ ہم یہاں صرف دو احادیث کو بعض ضروری تفصیل سے ذکر کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

(۱) عن انس قال قال رسول الله ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی	حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رسالت اور نبوّت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی
ترمذی ص ۲۴۸ ج ۳ مع التحفہ کتاب الرؤیا مسند احمد ص ۲۶۷ ج ۳	
(۲) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مثلی ومثل	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے

الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی	جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی
بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع	اور نہایت خوبصورت بنائی مگر ایک کونے
لبنۃ من زاویۃٍ فجعل الناس	میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی لوگ اس
یطوفون لہ ویقولون ھلاّ	عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی
وضعت ھذہ اللبنۃ فانا	پر اظہارِ تعجب کرتے تھے مگر کہتے تھے
اللبنۃ وانا خاتم النّبیین،	کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ
(بخاری ص ۵۰۱ باب خاتم النبیّن،	اینٹ میں ہوں۔ اور میں خاتم النبیّین
مسلم ص ۲۴۸ ج ۲ باب خاتم النبیین)	ہوں۔

اور مسلم کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں فجئت فختمت الانبیاء پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اور مسند طیالسی میں اس کے الفاظ ہیں ختم بی الانبیاء۔ میرے ذریعہ انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا "خاتم النبیین" کی تفسیر میں آپؐ کا یہ فرمان کس قدر واضح ہے اس کی مزید تشریح کے لیے درج ذیل امور کا ذکر امید ہے معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگا جس سے اس بحث کو سمجھنا اور اس میں جو شکوک و شبہات پیش کیے جاتے ہیں ان کا ازالہ بھی بآسانی ہوگا

پہلی حدیث جس کے الفاظ ہیں" لا رسول بعدی ولا نبی" میں دو لفظ (نبی اور بعد) غور و تدبر کے محتاج ہیں نبی کون ہوتا ہے۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ اور "بعد" کا کیا مفہوم ہے؟ اگر ان امور پر دیانتداری سے غور کر لیا جائے تو بحث میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں رہتا۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ ہم اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ خود مرزا کلاں نے اس کے معنیٰ متعیّن کیے ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبریل نازل ہوتی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۳۸ ط ۵ ص ۵۷۶ طخورد)

اور نبی کی تعریف میں وہ لکھتا ہے:۔

"نبی کے معنیٰ صرف یہ ہیں کہ خدا سے خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لیے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

(ضمیمہ نصرت حق ص ۱۳۹)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول صاحب شریعت ہوتا ہے اور نبی صاحب شریعت کا متبع ہوتا ہے اور نہ ہی وہ نئی شریعت اپنے ساتھ لاتا ہے۔ ان دونوں معانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ صاحب شریعت نبی آ سکتا ہے اور نہ صاحب شریعت کے تابع کوئی نبی آ سکتا ہے۔ جبکہ آپ نے رسول اور نبی دونوں کی نفی فرمائی ہے۔

"بعد" کے معنیٰ

اور پھر "بعدی" کا لفظ بھی اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ بَعْدَ اپنی وضع کے اعتبار سے "پیچھے" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے خواہ وہ بعدیت کسی نوعیت کی ہو۔ مثلاً

(۱) بعد بمعنیٰ غیر حاضری۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

مِنْ بَعْدِهٖ۔ (البقرہ - ۵۱) پھر تم نے تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰ کے بعد۔ یعنی پہاڑ پر چلے جانے کے بعد۔

(۲) بعد بمعنیٰ خاتمہ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ وَ قَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ۔ (البقرہ - ۸۷) کہ موسیٰ کو ہم نے کتاب دی پھر اس کے فوت ہو جانے کے بعد کئی رسول بھیجے۔ یا جیسے حدیث میں ہے۔ اَنْتَ الْآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ۔ کہ الٰہی تو سب کے آخر میں ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ تم نہ رہو لیکن اور کوئی باقی رہ جائے۔ (مسند احمد ۴۰۴، ۵۳۶ ج ۲)

(۳) بعد کبھی (مع) بعد کے لیے آتا ہے۔ جیسا کہ کہیں موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا گیا۔

(۴) بعد کا اطلاق کبھی شریعت یا حکومت ختم ہونے پر ہوتا ہے۔ جیسے ثُمَّ جَعَلْنَاکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ یعنی ان (کی حکومت) کے بعد ہم نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا۔

الغرض بعد کے معنیٰ پیچھے کے ہیں خواہ وہ کسی صورت میں ہو۔ اس تفصیل کے بعد حدیث کا معنیٰ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ نہ آپ کو نبوت عطا ہونے کے فوراً بعد کوئی نبی بن سکتا ہے اور نہ آپ کی زندگی میں۔ نہ مدینہ طیبہ سے غیر حاضری کے وقت اور نہ ہی رحلت کے بعد قیامت تک کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ اور آپ کی شریعت چونکہ دائمی اور قیامت تک کے لیے ہے اس لیے آپؐ کی شریعت کے خاتمہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس تفصیل کے بعد امتِ قادیانیہ کا حدیث میں بعد کا مطلب بعد ختم شریعت

مراد لینا نہایت مضحکہ خیز ہے اور اگر یہ معنیٰ درست ہیں تو بتلایا جائے کہ حدیث

"انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی "

(مسلم ص ۲۷۸ ج ۲) کے کیا معنیٰ ہوں گے؟ کیا حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوّت ختم ہونے کے بعد نبی ہوئے تھے؟ اور کیا آنحضرت کی نبوّت ختم ہو جانے کے بعد امکانِ نبوّت ثابت ہے؟ حالانکہ اس کا کوئی بھی عقلمند قائل نہیں۔ بلکہ ایک مدّت تک خود مرزا بھی اسی کا قائل رہا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"کیا تم اس سے باخبر نہیں ہو کہ فضیلت عطا فرمانے والے ربِ رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہر قسم کی استثنا کے بغیر خاتم النبیین رکھا ہے اور نبی کریم نے اس آیت کی تفسیر لا نبی بعدی سے فرمائی ہے۔" (ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص ۳۴)

اس عبارت پر غور فرمائیں کہ کس طرح واضح الفاظ میں حدیث کے الفاظ "لا نبی بعدی" کو خاتم النبیّین کی تفسیر قرار دیا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امّتِ قادیانیہ اپنے نبی کی اس تشریح کے بعد اس قسم کی فرسودہ باتوں سے اجتناب کرے گی اور حق کو قبول کر لینے میں بھی کوئی حجاب محسوس نہیں کرے گی۔

ختمِ نبوّت کا اعتراف

ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ دین مکمّل ہو چکا ہے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اس کے نازل کرنے والے نے لیا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری رسُول اور آخری نبی ہیں۔ جس کی تفسیر آنحضرتؐ نے "لا نبی بعدی" سے فرمائی

ہے اور یہی وہ نظریہ ہے جس پر مرزا اپنے ابتدائی دور میں قائم رہا بلکہ ۱۹۰۱ء تک اپنی دوسری تصانیف میں اسی کا اقرار کرتا رہا چنانچہ لکھتا ہے:۔

(۱) "اگر ہم حضور کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز تسلیم کریں تو ہم وحیِ نبوت کے دروازے کو کھول دیں گے جو کہ بند ہو چکا ہے اور یہ ایسی غلط بات ہے جو مسلمانوں پر مخفی نہیں اور کوئی نبی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح آ سکتا ہے جبکہ آپؐ کے ذریعہ نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے" (ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص۳۴)

(۲) "میرے لیے ممکن نہیں تھا کہ میں دعویٰ نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کفار سے جا ملوں ۔ ۔ ۔ میں نبوت کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میں مسلمان ہوں۔

(حمامۃ البشریٰ ص۱۳)

(۳) "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔"

(تبلیغ رسالت ص ۲/۲ ج ۲)

(۴) "میں جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(ایضاً ص ۴۴)

(۵) ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف

ایک ہی فقرہ حضرت جبریل لادیں اور پھر چُپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۳۹ ط ۵)

(۶) اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے"

(آسمانی فیصلہ ص ۲۵)

(۷) اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ پرانا نہ نیا۔ . . . بلکہ حضور کے بعد ہر مدعی نبوت کافر ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ)

(۸) ہم ہر مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(تبلیغ رسالت ص ۳۰۲ ج ۶)

ہم یہاں صرف انہی آٹھ حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سلسلۂ نبوت حضرت آدم سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ مزید یہ کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور اب ایک حرف کا نازل ہونا یا کسی نبی کا آنا آپؐ کے آخری نبی ہونے کے منافی ہے۔ اور آپؐ کے بعد مدعی نبوت

کاذب، کافر، دائرہ اسلام سے خارج، دشمنِ قرآن اور لعنتی ہے۔

دعویٰ نبوت یہ تو تھا تصویر کا ایک پہلو۔ اب ذرا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸)

(۲) میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو دنیا میں گزر جاؤں۔

خط بنام اڈیٹر اخبارِ عام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء

(۳) سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء ص ۱۱)

(۴) جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزرے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر نعمت کا نہیں ملا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے لوگ اس کے مستحق نہیں۔

حقیقت الوحی حاشیہ ص ۹۱

(۵) میں کوئی نیا نبی نہیں مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔

الحکم ۱۰ را پریل ۱۹۰۸ء

اس کے ساتھ ساتھ ذرا مرزا بشیر الدین محمود احمد کے الفاظ بھی پڑھ لیجیے

ـ لکھتے ہیں :۔

(۶) اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو میں کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔

انوار خلافت ص ۶۵

(۷) میں پبلک اور حکام کی اطلاع کے لیے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا مقدس نبی ...... اور بنی نوع انسان کا نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔

ارشادات مرزا محمود۔ الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۳۵ء

تعجب ہے کہ جو شخص ایک وقت مدعی نبوت کو کافر، کاذب۔ دائرۂ اسلام سے خارج اور لعنتی قرار دیتا ہو معاً بعد خود ہی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کی ذریت اجرائے نبوت کے منکر کو جھوٹا اور کذاب کہتی ہے آخر اس واضح تضاد بیانی کا بھی کوئی سبب ہے۔ کوئی با اصول ہوش مند انسان ایسا کر سکتا ہے؟ خود مرزا کلاں لکھتا ہے :۔

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی ہے کہ ایک کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۸۴)

اور یہ کہ

جھوٹے کے کلام میں تناقض ہوتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۱۲ ج ۵)

پھر اس پر مستزاد یہ کہ اپنی نبوت کو آنحضرتؐ کی کمال نبوت کا مظہر خیال کرنا ہوا

کہتا ہے :-

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب نبوت ختم ہو چکی تو اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس بندہ کا نام اس لیے نبی رکھا کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی نبوت کا کمال امت کے کمال کے ثبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو اہلِ عقل کے نزدیک بے دلیل ہے اور کسی فرد پر ختم نبوت ہونے کے یہی معنیٰ ہیں کہ کمالات نبوت اس پر ختم ہیں اور نبی کے بڑے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہوتا ہے اور یہ جب تک امت میں اس کا نمونہ نہ پایا جائے ثابت نہیں ہوتا

(ترجمہ استفتاء عربی ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۱۶)

اس عبارت کا مفہوم واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ اصول تراشا گیا ہے کہ امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پایا جانا ضروری ہے، جس کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے کہ تیرہ سو سال سے آج تک کوئی نمونہ آپ جیسا نہ تھا اور نہ آپؐ کا کمال ثابت ہو نا رہا۔ دنیا محض بے عقلی میں آپؐ کو خاتم النبیین تسلیم کرتی رہی اور آپؐ کے کمالات کو تسلیم کرتی رہی۔ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور تابعین عظام، ائمہ مجتہدین اور اکابر امت معاذ اللہ سبھی بے وقوف اور بے عقل تھے کہ آنحضرتؐ کا کمال ثابت نہیں ہو رہا لہٰذا نبی کا آنا ضروری ہے؟ اور کیا ۱۹۰۱ء سے پہلے خود مرزا بے عقل اور محض بے وقوف تھا

کہ آنحضرتؐ کا کمال ثابت نہیں ہو رہا اور ادھر میں مدعی نبوت کو کافر، کاذب اور لعنتی قرار دے رہا ہوں۔

مستقل امت اور متوازی مذہب

یہ اصول طے شدہ ہے کہ امت کا وجود نبی کو تسلیم کرنے سے بنتا ہے۔ غور کیجئے ایک آدمی یہودی ہے اس لیے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتا ہے کچھ عرصہ بعد وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرتا ہے تو اسے عیسائی کہیں گے۔ یہود کے زمرہ میں اس کا شمار کسی لحاظ سے صحیح نہیں یا وہ کسی وقت زرتشت کو نبی تسلیم کر لیتا ہے تو اب اسے پارسی کہا جائے گا۔ اس کی طرف عیسائیت کا انتساب صحیح نہیں۔ اور پھر اگر وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو صحیح تسلیم کر لیتا ہے تو اب اسے مسلمان کہیں گے۔ الغرض جس طرح یہودیت کے بعد عیسائیت ہے اور وہ یہودیت کا کوئی حصہ یا فرقہ نہیں اسی طرح عیسائیت کے بعد اسلام ہے اور وہ عیسائیت کی شاخ نہیں بلکہ مستقل نبی کے پیروکار اور اسے ماننے والے ہیں۔ بالکل اسی طرح اسلام کے بعد اگر کوئی کسی کو نبی تسلیم کرتا ہے تو وہ اسلام سے جدا ایک دین کا پیروکار ہے اور مسلمانوں سے علیحدہ ایک امت ہے۔ یہاں صرف اتحاد عقاید کافی نہیں ورنہ عیسائیت کو یہودیت سے علیحدہ کرنے کے کوئی معنیٰ نہیں جبکہ بنیادی مسائل میں عیسائیت، یہودیت سے الگ تعلیمات کا نام نہیں اسی طرح اسلام، عیسائیت سے مختلف نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی — یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے

صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی (الاعلیٰ ۱۸-۱۹)

ابراہیم اور موسٰی کے صحیفوں میں بھی۔

اور دوسرے مقام پہ فرمایا۔

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی (الشوریٰ-۱۳)

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ نازل کیا اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسٰی اور عیسٰی کو حکم دیا۔

خوب سمجھ لیجئے کہ جس طرح حقیقت ہمیشہ ایک ہی ہوتی ہے اسی طرح فطرت انسانی کی اصلاح کے لیے قانون ایک ہی ہونا چاہیئے دس یا بیس نہیں اور معاذ اللہ یوں بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً مختلف قانون دے کر تجربہ کرتے رہے ہیں کہ کونسا صحیح اور کونسا غلط ہے اور کونسا اصول فطرتِ انسانی کے موافق ہے ایسا تصوّر ہمارے نزدیک قطعاً ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک ہی دین دیا جیسا کہ سابقہ آیات سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود انبیاء کی پیروی میں مختلف امتیں بنیں اور وہ مختلف ناموں سے مشہور و معروف ہوئیں۔
اسی طرح آج ہم کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص کسی نبی کو تسلیم کرے گا تو وہ مسلمان نہیں بلکہ ایک دوسرے نبی کا پیروکار اور اس کا امتی ہے خود مرزا جی اس اصول کو بصراحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعوے سے ضروری ہے کہ

وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ نیز خلق اللہ کو وہ کلام بھی سناوے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک اُمت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔

آئینہ کمالات ص ۳۴۴

پھر انہوں نے بالصراحت اپنی جماعت کو اُمت بھی کہا ہے۔

پہلا مسیح صرف مسیح تھا اس لیے اس کی امت گمراہ ہوگئی اور موسوی شریعت کا خاتمہ ہوگیا اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا لیکن میں مہدی اور محمد کا بروز بھی ہوں اس لیے میری امت کے دو حصے ہوں گے ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔

(ارشادات مرزا مندرجہ الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء)

پھر یہ بات بھی بدیہی ہے کہ جب کوئی شخص کسی نئی تحریک سے وابستہ ہوتا ہے تو اس کا زاویۂ نگاہ بدل جاتا ہے اس کے ذہن میں قدیم مراکز اور شخصیتوں کی بجائے جدید مراکز اور ادارے آجاتے ہیں اس تبدیلی کا ذکر ایک ہندو مضمون نگار ڈاکٹر شنکر داس نے بڑی خوبی سے کیا اور بتلایا کہ مرزا کو نبی تسلیم کر لینے سے ایک مسلمان کے ذہن میں کیا تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ مرزائی خلیفہ نہایت مختصر سے بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

ہندوستان کے قوم پرست بھی سوال کریں گے کہ ان عقیدوں سے ہندوستانی

قوم پرستی کا کیا تعلق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام کرشن، وید، گیتا اور رامائن سے اُٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی (یعنی مرزائی) بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکی میں تھی اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے روایتی مقاماتِ مقدسہ رہ جاتے ہیں۔ کوئی بھی احمدی (مرزائی) چاہے عرب، ترکی، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو وہ روحانی تشنگی کے لیے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے قادیان کی سرزمین ہی اس کے لیے پنیہ بھومی (سرزمینِ نجات) ہے اور اسی میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے۔"

(اخبار بندے ماترم ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء)

ان بنیادی اور اصولی باتوں کو سمجھ لینے کے بعد یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ قادیانیت مسلمانوں سے علیحدہ ایک امت اور ایک مستقل مذہب ہے اور ان کا مسلمانوں کے مراکز سے کسی قسم کا تعلق نہیں بلکہ وہ خود اس بات کا اعلان کرتے نظر آتے ہیں کہ ہمارا مسلمانوں سے کسی بنیاد پر اتفاق و اتحاد نہیں چنانچہ مرزا بشیر الدین جمعہ کے خطبہ میں اعلان کرتا ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے

کانوں میں گونج رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔" (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اور اسی اختلاف کے شوق میں انہوں نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں نئی تقویم پیش کی جو درج ذیل ہے۔

اسلامی تقویم:-	محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاول	جمادی الثانی
مرزائی تقویم:-	صلح	تبلیغ	امان	شہادت	ہجرت	احسان
اسلامی تقویم:-	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذیقعد	ذوالحج
مرزائی تقویم:-	وفا	ظہور	تبوک	اخاء	نبوت	فتح

احمدیہ ڈائری یومیہ

اب ہم ذیل میں اس اختلاف کی تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مرزا اور اس کی امت کا خدا تعالیٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید، احادیث پاک کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کو وہ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

خداوند قدوس کے متعلق مرزائی عقیدہ:-

ذات خداوندی کے متعلق مرزا کا عقیدہ ہے کہ وہ نماز پڑھتا، روزے رکھتا، سوتا اور جاگتا ہے۔ دستخط کرتا بھول جاتا، مجامعت کرتا اور جنتا بھی ہے اور

اس کے جسم کی تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مرزا جی کو الہام ہوتا ہے :۔

"میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا۔ میں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں"

(البشریٰ ص ۹۷ ج ۲)

یہ ہے مرزائی عقیدہ اور اس کا الہام۔ مگر وہ کلام حق جسے الٰہ العالمین نے نبی برحق پر نازل فرمایا اس میں وہ فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔	اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند

نیند تو کجا اونگھ بھی اس کی ذاتِ بابرکات کے منافی ہے۔ رسولِ برحق اسی ذاتِ حق کے متعلق فرماتے ہیں :۔

ان اللّٰہ لاینام ولا ینبغی له ان ینام (مسلم)	اللہ تعالیٰ نہ سوتے ہیں اور نہ نیند اس کی شان کے لائق ہے

اور فرشتے اعلان کرتے ہیں

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا (مریم ۶۳)	اور ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں آ سکتے اسی کی ملک ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی اور ان کے درمیان کی۔ اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔

اور حضرت موسیٰ فرماتے ہیں :۔

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی (طٰہٰ ۵۲) — میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

لیکن مرزا کہتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے فرمایا :۔

انی مع الاسباب اتیاک بغتۃ انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب انی مع الرسول محیط" (البشریٰ ص ۷۹ ج ۲) — میں رسول کے ساتھ اچانک اونگھا خطا کردں گا اور بھلائی کروں گا۔ میں رسول کا احاطہ کیے ہوئے ہوں۔

اللہ جلّ شانہٗ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں :۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (شوریٰ ۱۱) کہ میری طرح کا کوئی نہیں۔

یہی مسلک تمام امّت کا ہے امام دار الھجرۃ مالک بن انس سے کسی نے استویٰ عرش کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا :۔

استوار مجہول نہیں اور کیفیت کا علم نہیں اس پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے اور اس کے متعلق سوال بدعت ہے۔"

(اسمار والصفات، ص ۲۹۲)

جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خداوند قدوس کے جسم کی تشبیہ نہیں دی جا سکتی کہ وہ ایسا اور ایسا ہے لیکن مرزا جی لکھتے ہیں :۔

ہم تخیلی طور پر فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد

سے خارج اور لا انتہا عرض وطول رکھتا ہے تیندوئے کی طرح اس وجودِ اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں" (توضیح مرام ص ۳۵ طہ)

اور اپنے کشف کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اول مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق نیز اپنے لیے اور اپنے دوستوں کے لیے لکھے ہیں اور پھر تمثیل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لیے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبد اللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لیے مجھے جبکہ ان قطروں سے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے اطلاع دی گئی ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقت دل سے اس قصے کو میاں عبد اللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لیے اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی اب تک بعض کپڑے میاں عبد اللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی تھی" تریاق القلوب ص ۳۴ حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵

اور سب سے تعجب کی بات کہ مرزا پر خدا تعالیٰ کے متعلق اس قسم کا کشف بھی ہوا جسے قاضی یار محمد قادیانی یوں بیان کرتا ہے :۔

"حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا ہے" (اسلامی قربانی ص ۳۴)

اور خود متنبی قادیان لکھتا ہے :۔

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا" (کشتی نوح ص ۴۷)

مزید لکھتا ہے :۔

"اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ کے ساتھ حاملہ ہوئی اور میں ہی اس فرمان باری کا مصداق ہوں ومریم ابنۃ عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا"

(حاشیہ حقیقت الوحی ص ۳۳۷)

ناظرین کرام اندازہ کیجیے ابن مریم بننے کے لیے کس قدر حیل سازی کی گئی۔ پہلے مریم بنے خداوند قدوس پر (معاذ اللہ) مجامعت کا الزام لگایا اس کے

نتیجہ میں خود ہی حاملہ ہوئے۔ پھر یہ ہوا کہ اپنے پیٹ سے آپ ابن مریم تولد ہو گئے جلّ جلالہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا

ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ نئے نبی کے تسلیم کر لینے سے ایک انسان کا زاویۂ نگاہ بدل جاتا ہے۔ نئے نبی کو تسلیم کر لینے کے بعد نئے کلمہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن مرزا نے نیا کلمہ کیوں ایجاد نہیں کیا اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:۔

"اگر ہم بفرض مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں "صار وجودی وجودہ" نیز من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارای" اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لیے ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔"

کلمۃ الفصل ریویو اور ریلیجز، ص ۱۵۸ مارچ ۱۹۱۵ء
نمبر ۴ - ج ۱۸

یہ مکمل بیان اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ امت قادیانیہ کے نزدیک چونکہ

مرزا غلام احمد خود محمد رسول اللہ ہے اس لیے علیحدہ کلمہ کی ضرورت نہیں جس سے یہ غلط فہمی بھی دور ہو جاتی ہے کہ "مرزائی آخر کلمہ گو ہیں انہیں غیر مسلم کہنا صحیح نہیں۔" حالانکہ جو کلمہ چودہ سو سال سے مسلمان پڑھتے چلے آئے ہیں جس میں محمد رسول اللہ کا ذکر ہے اس سے مراد وہ رسول ہیں جو مکہ میں آمنہ کے گھر پیدا ہوئے عبداللہ کے بیٹے تھے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہی آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ لیکن مرزائی حضرات کے نزدیک اس سے مراد غلام احمد ہے جو قادیان میں پیدا ہوا جس کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا اور والدہ کی طرف سے اس کا نسب خود مرزائی حضرات بیان نہیں کر سکے جو ہیضہ کی بیماری میں لاہور مرا اور قادیان دفن ہوا اور اسے وہ عین محمد قرار دیتے ہیں بلکہ خود مرزا کہتا ہے:۔

"میں اکیلی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی مسیح موعود محمد است و عین محمد است۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱)

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر مزید لکھتا ہے:۔

"مسیح موعود کا آنا بعینہٖ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے یہ بات قرآن سے صراحتاً ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ دوبارہ مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے۔"

پھر اسی بات کا اظہار وقتاً فوقتاً الفضل قادیان (۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء، ۱۴ جنوری ۱۹۳۱ء وغیرہ) میں ہوتا رہا حالانکہ قرآن مجید پر یہ بہتان عظیم ہے۔ صراحتاً تو کجا کہیں اس بات کا اشارہ بھی نہیں کہ مسیح موعود بروز محمد ہوں گے۔ اور یہ کیا کہ

آنجہانی مرزا قادیانی بروز محمد یا عین محمد ہے۔ معاذ اللہ ثم استغفر اللہ۔ وہ ہستی جس نے دس سال کے عرصہ میں جزیرہ عرب میں اسلام پھیلایا لیکن اس کا بروز دشمنان دین بلکہ دین کے اوّلین دشمنوں سے جہاد کا قائل ہی نہ ہو۔ جو نبی امی علیہ التحیۃ والسلام ہو لیکن اس کا بروز چھ درجن کتابوں کا مصنف۔ جو اسلام کو آزادی کے مترادف قرار دیتا ہو لیکن اس کا بروز غلامی کو ترجیح دیتا ہو۔ اور جو دنیاوی جاہ و جلال سے بے پرواہ ہو لیکن اس کا بروز اس کے حصول کے لیے چلہ کشی کرتا ہو اور باغات و محلات کا مالک ہو۔ بھلا اسے بھی کوئی عقلمند بروز کہنے کے لیے تیار ہے۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذب

اس کے علاوہ امت مرزائیہ آنجہانی مرزا کو نہ صرف رسول اللہ اور نبی اللہ تسلیم کرتی ہے اور اس کا انکار کرنے والے کو کافر جانتی ہے بلکہ اسے تمام انبیاء و اولیاء سے افضل، فخر الاولین والآخرین قرار دیتی ہے چنانچہ الفضل کا ذمہ دار مضمون نگار لکھتا ہے:۔

> "اے مسلمان کہلانے والو اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو مسیح موعود میں ہو کر ملتا ہے اسی کے طفیل برّ و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پہ پہنچ سکتا ہے وہ وہی فخر الاولین والآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ اللعالمین بن کر آیا تھا"

(الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء ج ۳ نمبر ۱۴)

کیا ہے (الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

اور آنحضرت پر اپنا تفوق یوں ظاہر کرتا ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین ہزار معجزات دیے گئے"

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰)

"اور مجھے تین لاکھ سے بھی زیادہ نشانات دیے گئے ہیں"

(حقیقۃ الوحی ص ۶۷)

اسی متنبی قادیان کے متعلق ایک قادیانی لکھتا ہے:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا"

(ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۹ء مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان)

اور وہ خود لکھتا ہے:

"اس پیشگوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہ تھی"

(ازالہ اوہام ص [illegible])

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ وہ اس بات کا مدعی ہے کہ قرآن مجید میں بھی میرے متعلق بشارتیں دی گئی ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے:

"مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله"

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷)

اور ایک دوسرے مقام پر کہتا ہے یہ آیات بھی میرے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

اِنّا اعطینٰک الکوثر (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۲)

اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا (")

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ایضاً ص ۷۹)

وداعیاً الی اللہ سراجاً منیرا (ایضاً ص ۷۵)

اور پھر وہ اس بات کا بھی دعوے دار ہے کہ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے لیا تھا وہ میرے متعلق ہے اور حدیث محل کا بھی میں ہی مصداق ہوں۔

جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ متنبی قادیان اپنے آپ کو عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ سے بھی بلند تر سمجھتا ہے اور یہی ذہن امت قادیانیہ کا ہے کہ کسی نہ کسی طرح آنحضرت پر اپنے نبی کی فوقیت و برتری ثابت کی جائے۔ اگر یہ حضرات کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں کچھ کہتے ہیں تو اس میں بھی دراصل وہ اپنے ایک فن کا مظاہرہ کرتے ہیں تاکہ اپنی جسارتوں کی تلافی کر سکیں اور مسلمانوں کے اعتراض سے بچ سکیں۔ ورنہ جو بات ان کے مقاصد میں داخل ہے وہ یہی کہ مرزا جی کی عظمت و فوقیت دلوں میں بٹھائی جائے۔ ان کی ہرزہ سرائی ہی کا نتیجہ ہے کہ ان کے ہم پیالہ و ہم نوالہ لاہوری حضرات بھی کھلے لفظوں میں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لاہوری جماعت کا ترجمان لکھتا ہے:۔

"کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں کہ حضرت مسیح موعود ذہنی ارتقاء میں نبی کریم سے بھی آگے بڑھ گئے۔ یا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ

وسلم پھر قادیان میں اتر آئے اور اپنی شان میں آگے سے بڑھ کر ہیں۔
اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ یہ صریح ہتک ہے کہ نہیں؟ غلو کا بدترین
مظاہرہ ہے کہ نہیں" (پیغام صلح ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

"قادیانی جماعت تحریر و تقریر میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہتک کرتی رہتی ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ اس جماعت کے اعتقادات میں
ہی توہین رسول مضمر ہے" (پیغام صلح ۲ جولائی ۱۹۳۹ء)

تمام انبیاء کی توہین

لیکن یہ سب کچھ صرف رسالتمآب سید الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ میں ہی نہیں بلکہ مرزا کو سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام سے اپنی برتری و فوقیت کا بھی خبط ہے۔ اور اس پر مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ "حضرت" جب عجز و انکساری کا اظہار فرماتے ہیں تو ایک ادنیٰ اور حقیر مسلمان تو کجا دائرہ انسانیت سے بھی اپنے آپ کو خارج قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار (درثمین صفحہ ۲۹)

لیکن دوسری طرف فضیلت کا کوئی مقام ایسا نہیں جس کا انتساب ہوس نے اپنی طرف نہ کیا ہو۔ نبوت کے دعویٰ پر آتے ہیں تو کسی نبی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے اور نہ ہی منم محمد و احمد کہتے ہوئے شرماتے ہیں۔ الفاظ یہ ہیں

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب صفحہ ۳، الفضل قادیان ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء)

اور یہی دجال قادیان دوسرے مقام پر لکھتا ہے

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آدمم نیز احمد مختار | در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام | داد آں جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح صـ ۹۹ درثمین صـ ۲۸۷/۲۸۸)

مزید لکھتا ہے۔

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہوں"

(براہین احمدیہ صـ ۹۸، ۱۰۱، جلد نمبر ۵)

اور اس کا یہ شعر بھی گویا اسی کی تعبیر ہے

ہیں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں | نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء)

اور پھر بیٹا باپ کی تائید میں لکھتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو .... کے کئی نبیوں سے بھی افضل بنایا اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر ایسے مقام پر پہنچے کہ نبیوں کو اس مقام پر رشک ہے۔"

(الفضل قادیان ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

اسی پر بس نہیں بلکہ خود جھوٹے مسیح بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہمسری کے مدعی ہیں چنانچہ آیت (فیہ آیات بینات مقام ابراھیم) سے استدلال کرتا ہوا کہتا ہے۔

"ہم نے ایک دفعہ دیکھا کہ ...... بیت الدعا میں بیٹھا دعا کر رہا

ہوں کہ یکدم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ اس امت میں کئی ابراہیم ہوئے ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود کے متعلق بتایا گیا کہ آپ بھی ابراہیم ہیں حضرت خلیفہ اول بھی ابراہیم ہیں اور مجھے اپنے متعلق بتایا گیا کہ میں ابراہیم بھی ہوں ۔ (تقریر مرزا محمود احمد الفضل ۸ جون ۲۵ء)

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

پھر بھلا یہ کہ خلیفہ قادیان کی اس دیدہ دلیری اور ہرزہ سرائی پر ان کے چھوٹے بھائی یعنی لاہوری جماعت بھی خاموش نہ رہ سکے تو اپنے آرگن میں ایک مضمون سپرد قلم فرمایا جس کا عنوان تھا "خلیفہ صاحب قادیان کی پست ترین تعلّی حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے عظیم الشان پیغمبر کی عزت پر حملہ" اس میں وہ لکھتے ہیں :-

"خلیفہ صاحب نے اپنی ایک تعلّی کے لیے قرآن مجید کی اس آیت کے معنی چھپائے ہیں خلیفہ صاحب اپنی مغالطہ آمیز منطق سے قرآن مجید کی آیات سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں انہوں نے دین کو بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے جو منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں ۔

ان کی یہ پرانی عادت ہے کہ گزشتہ انبیاء کے مقام عظمت اور اثر و نفوذ پر حملے کرتے ہیں یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی علانیہ توہین سے بھی نہیں چوکتے چنانچہ انہوں نے گذشتہ سال یہ کہہ کر کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا" ساری اسلامی دنیا میں ایک آگ لگا دی ـــــــ اس واقعہ پر ایک سال گزرنے نہیں پایا تھا کہ آپ نے حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان

پیغمبر کی عظمت پر حملہ کر دیا اور ان کی شان کو کم کرنے کے لیے مقام ابراہیم کو عام کر دیا۔"
(پیغام صلح ۱۳ جون ۴۵ء بحوالہ اہلحدیث امرتسر ۲۹ جون ۴۵ء)

لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ لاہوری مرزائی خلیفہ قادیان محمود احمد کے اس بیان کو حضرت ابراہیم کی عزت پر حملہ سے تعبیر کرتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ خود مرزا جی نے ابراہیم ہونے کا دعویٰ کیا ہے لکھتے ہیں :-

"یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں یہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔"
(اربعین صد ۳۶ بحوالہ قادیانی مذہب صد ۲۵۸)

تو کیا مرزا غلام احمد نے حضرت ابراہیم کی توہین نہیں کی؟ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتا ہوا لکھتا ہے :-

"عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"
(حاشیہ کشتی نوح صد ۷۵)

نیز لکھتا ہے

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔
آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا [illegible]

پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا ہو سکتا ہے"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ)

اور لکھتا ہے

"ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی۔۔۔۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی"۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۵)

اور یہ بھی کہ:

؎ ابنِ مریم کا ذکر چھوڑ دو ۔۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۸)

"مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار۔ متکبر، خود بین خدائی کا دعوی کرنے والا" (مکتوبات احمدیہ ص ۲۳-۲۴ جلد۳)

لاہوری حضرات بتلائیں کہ کیا یہ عیسیٰ علیہ السلام کی عزت پر حملہ نہیں۔ قادیانی عموماً یہ عذر لنگ پیش کیا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یسوع کو برا کہا ہے جو اپنے آپ کو خدا کہا کرتا تھا نہ کہ مسیح علیہ السلام کو لیکن یہ عذر غلط ہے جب کہ مرزا خود لکھتا ہے ابن مریم، یسوع اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ اس کے الفاظ ہیں:

"جن نبیوں کا اس وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا جاتا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا ہے اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں" (توضیح مرام ص۳)

بلکہ وہ بالصراحت لکھتا ہے :-

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں۔"

(چشمۂ مسیحی صد۲)

ناظرین کرام! ان حوالہ جات کو پڑھتے ہوئے مرزا جی کے یہ "ارشادات" بھی ملحوظ خاطر رکھیئے۔

(۱) "وہ شخص بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے" (البلاغ المبین صد۱۹)

(۲) "اسلام میں کسی نبی کی بھی تحقیر کرنا کفر ہے" (چشمۂ معرفت صد۱۸)

(۳) "جو شخص کسی نبی کی تحقیر کرتا ہے یا تحقیر کرنے والے کا دوست و حامی ہے وہ ایسا مور کھ اور نادان ہے کہ جہالت و نادانی میں دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔" (چشمۂ معرفت صد۱۲)

ع: انھوں نے خود غرض شکلیں بھی دیکھی ہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم نہیں تو دیکھیں گے

یہ عنوان اگرچہ مزید بحث کا متحمل ہے لیکن ہمارا مقصود استیعاب نہیں بلکہ متنبی قادیان اور اس کے متبعین کے عقائد کی مختصر نشان دہی ہے۔ اس لیے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظامؒ کی توہین

جو شخص اپنے آپ کو انبیاء کرام کا ہم مرتبہ بلکہ ان سے بڑھا ہوا خیال کرتا ہو اس کے متعلق یہ رائے قطعاً غلط نہیں ہے کہ اس کے ذہن میں صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی عزت و توقیر مسلمانوں کی سی ہو سکتی ہے اور وہ انہیں اسی نظر سے دیکھتا ہے جسے مسلمان چودہ سو سال سے دیکھتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ مرزا نے نفوس قدسیہ کے متعلق کیا کہا ذرا اس کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے کہتا ہے:

"انہوں نے کہا ہے کہ اس شخص (مرزا غلام احمد) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں اچھا اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔"

(نزول مسیح ص ۵۲)

مزید لکھتا ہے

"اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ حسین سے بڑھ کر ہے"

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(درثمین ص ۲۸۷)

اور اپنے آپ کو حضرت علیؓ کے مقابلہ میں پیش کرتا ہو کہتا ہے:

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو"

(ملفوظات احمدیہ ص ۱۳۱/ج)

اور ایک مرزائی اپنے ایک دیدہ دین دوست کے الفاظ یوں نقل کرتا ہے :۔

"میرے ایک محب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں انہوں نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی پیشگوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے"

(المہدی ۲-۳ ص ۵۷ مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری

بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۴۲

اور متنبی قادیان کا بیٹا محمود یوں لکھتا ہے :۔

"میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۵)

اور مشہور قصیدہ گو مرزائی اکمل رسالتمآب رسولِ مدنی کے مقابلہ میں مرزا کو "رسولِ قدنی" کہتا ہوا لکھتا ہے :۔

اے میرے پیارے میری جاں رسولِ قدنی — تیرے صدقے تیرے قربان رسولِ قدنی

انت منی و انا منک خدا فرمائے — میں بتاؤں تیری کیا شان رسولِ قدنی

بشر [illegible] تیری حمد خدا کرتا ہے — ہم ہیں ناچیز سے انسان رسولِ قدنی

مستحق [illegible] تیری مدح کرے — اللہ اللہ [illegible] رسولِ قدنی

آسماں اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی

سرمۂ چشم تیری خاک قدم ہوتے غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی

اپنے اکمل کو بچا لیجیے کہ ہے زد پہ اس کے عصیاں کا طغیان رسول قدنی

(الفضل قادیان ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۲ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۷۵)

جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانی اپنے نبی کے مقابلہ میں اولیاء عظام تو کجا صحابہ کرام کو بھی کم تر سمجھتی ہے:-

صحابہ کرام اور قادیانی صحابہ

یہی نہیں بلکہ امت مرزائیہ دجال قادیان کے ہم نشینوں کو "صحابہ رسول" کے مخصوص لفظ سے یاد کرتی اور انہیں بھی صحابہ کرام سے کسی صورت کم درجہ نہیں سمجھتی چنانچہ الفضل کا مضمون نگار لکھتا ہے:-

"حوالہ جات مندرجہ بالا ان لوگوں پر حجت ہیں جو اصحاب مسیح موعود کی عیب چینیاں کرتے ہیں کہ ان کی صحابہ آنحضرت سے کیا نسبت ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی اور ان لوگوں نے مسیح موعود دونوں میں فرق بین ہے حالانکہ حوالہ جات مافوق الذکر سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کو وہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا اور مسیح موعود و مصطفیٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا۔ کیونکہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہے پھر صحابہ مسیح موعود کو آنحضرت کے ہاتھ کے تربیت یافتہ اور آنحضرت کے صحابہ قرار دیا پس ان دونوں گروہوں میں تفریق یا ایک کو دوسرے

سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت میں سے ہیں صرف زمانہ کا فرق ہے وہ بعثت اول کے تربیت یافتہ ہیں یہ بعثت ثانی کے۔ (الفضل ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء)

بلکہ خود مرزا کا یہ لکھنا ہے۔

"جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی آخرین منھم کے لفظ کے ہیں۔
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

الفضل کے نامہ نگار اور خود مرزا نے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت دیتے ہوئے جو اپنے ہمنشینوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہم پلہ و ہم مرتبہ قرار دیا اسکی یہ ہرزہ سرائی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ یہ حضرات جنہیں بعثت ثانی کے تربیت یافتہ خیال کرتے ہیں ان کی اس تربیت کی حقیقت بیان کر دی جائے تاکہ ناظرین کرام درون پردہ کا نظارہ فرما سکیں اور دیکھیں کہ یہ حضرات "با ایں ہمہ اوصاف" کسقدر سخن ساز اور زبان دراز ثابت ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جن کی پاکبازی اطاعت گذاری اور جانثاری کی شہادت خداوند قدوس نے ایک سے زائد مقامات پر دی۔ ان کی پاکبازی اور ایمانداری کو مسلمانوں کے لیے معیار مقرر کیا۔ ان کے ایمان پر شک و شبہ کرنے والوں کو بے وقوف اور نادان کہا۔ ان کی مخالفت کو براہ راست آنحضرتؐ کی مخالفت کے ہم معنی قرار دیتے ہوئے جہنم کی وعید سنائی اور آخرت میں کامیابی و کامرانی کا مژدہ سناتے ہوئے ہر قسم کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھنے کا یوں اعلان فرمایا:۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ	جس دن اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کریگا
آمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ	نبی کو اور جو ایمان لائے آپ کے ساتھ
اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ	ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور
(التحریم)	ان کے داہنے۔

اور بالخصوص اصحاب بدر کے متعلق اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ کی زبان اطہر سے یہ اعلان کروایا:۔

اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم ۔ جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

اور انہی میں صدیق اکبرؓ جیسے یار غار کے متعلق فرمایا

لو کنت متخذا خليلا لاتخذت ابابکر	اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو
خلیلاً (بخاری ص۵۱۶ ج ۱)	دوست بناتا۔

اور حضرت عمرؓ کے متعلق فرمایا:

لو کان بعدی نبیا لکان عمر ۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(ترمذی مع تحفہ ص۳۱۵ ج ۴)

اور حضرت عثمانؓ کی پاکبازی وحیا داری کا اعلان یوں فرمایا:۔

"عثمانؓ سے تو فرشتے بھی حیا کرتے ہیں" (مسلم ص۲۷۷ جلد ۲)

اور حضرت علیؓ کے متعلق اعلان فرمایا:۔

انت منی بمنزلۃ هارون من	تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہے
موسی لکنه لا نبی بعدی	جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد
(بخاری ص۵۲۶ ج ۱)	کوئی نبی نہیں

ناظرین کرام اندازہ فرمایئے ایک طرف جانشین و جاں نثار صحابہ کی صداقت و دیانت کا اعلان قرآن مجید نے کیا۔ اور ذات باری تعالیٰ کے اشارات پر آنحضرت نے یہاں تک فرمایا کہ ان میں فلاں فلاں تو اس قابل تھے کہ نبی بنائے جاتے لیکن چونکہ سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے اس لئے یہ نبی نہیں ہو سکتے لیکن دوسری طرف آنجہانی مرزا قادیانی کے جانشین جنہیں "بعثت ثانی کا تربیت یافتہ" قرار دیا جا رہا ہے ان کا حال یہ ہے بدزبانی، بدکلامی اور بدکرداری میں اپنے مقتدا سے بھی سبقت لے گئے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا محمود احمد کا طرز تکلم اور کردار ملاحظہ فرمائیں کہتا ہے:۔

"اگر محمد حسین بٹالوی کے والد کو معلوم ہوتا کہ اس کے نطفہ سے ابوجہل پیدا ہو گا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا" (خطبہ مرزا محمود الفضل ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

سبحان اللہ! کس قدر شیریں زبان ہے "مصلح موعود" کی۔ اور مشہور مرزائی مبلغ عبدالرحمٰن مصری یوں پردہ اٹھاتا ہے:۔

"موجودہ خلیفہ (محمود احمد) سخت بدچلن ہے یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کرتا ہے اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔"

اور صالح نور جو قادیان میں مسجد احمدیہ کے جنرل سیکرٹری ربوہ میں مجلس خدام احمدیہ کے زعیم، مرکز تبلیغ کے نائب منتظم، محتسب امور عامہ کے معتمد خاص اور دوسرے عہدوں پر فائز رہے ہیں کہتے ہیں:۔

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور صرف اس لیے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں ان کے لیے یہ رہنمائی کا باعث ہو اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل وعیال پر نازل ہو۔ میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۱۹۵۵ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت سے گھناؤنے حالات سننے میں آئے اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی آمنۃ الرشید بیگم۔ بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقماش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر تھی کہ جب میں نے آمنۃ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لیے تیار نہ ہو گا تو پھر میں کہاں جاؤں گی اس واقعہ پر آمنۃ الرشید بیگم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔"

یہ دو واقعات ہم نے "تاریخ محمودیت" سے نقل کیے ہیں ان کے علاوہ اور واقعات

"جناب مصلح موعود" کے متعلق اس کتاب اور دوسری دستاویزات میں مل سکتے ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ شخص جو "مصلح موعود" ہو جسے "مقدس روح" "رجس سے پاک" "نوراللہ" اور "فخر رسل" کے القاب خود مرزا ں کلاں نے عطا فرماتے ہوں اگر اس کا کردار اس قدر گھناونا ہے تو اس کے اصاغر کا جو حال ہوگا اسکا اندازہ مشکل نہیں۔ تعجب ہے کہ ان سیاہ کاریوں کے باوجود دعوی صحابہ کرام سے ہمسری اور برابری کا ہے۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

قادیانی قرآن "کتاب مبین"

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی اس دین کا مکمل مجموعہ ہے جس طرح اسلام کے بعد کسی اور دین کی ضرورت نہیں اسی طرح قرآن و حدیث کے بعد کسی اور کتاب کی حاجت نہیں قرآن مجید وہ آخری کتاب ہے جو انسان کی رہنمائی کے لیے آسمان سے نازل ہوئی اور آنحضرتؐ نے ۲۳ سال میں اس کی عملی تفسیر و تعبیر فرمائی۔ اس کے برعکس قادیانی امت کا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء کرام پر کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں۔ مرزا غلام احمد پر بھی ایک کتاب نازل ہوئی ہے جسے حضرت جبریئل لائے اور اس کا نام "کتاب مبین" اس کی تلاوت اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ قرآن مجید کی۔ اس کے بیس پارے ہیں اور اس میں متعدد آیات ہیں بلکہ یہ قادیانی قرآن مجید کو خدا کا کلام اس لیے تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے زعم باطل کے مطابق اس سے مرزا کی تائید ہوتی ہے ورنہ یہ حضرات قرآن مجید کو کلام الٰہی تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:۔

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (حقیقت الوحی ص۲۱۱)

قاضی محمد یوسف قادیانی لکھتا ہے:۔

خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کے مجموعی الہامات کو "الکتاب المبین" فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے ...... پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا اور مجموعہ الہامات کو "الکتاب المبین" کہہ سکتے ہیں۔

(النبوۃ والالہام ص۴۳)

اور مرزا محمود احمد عید کے خطبہ میں اپنے باپ کی امت کو تلقین کرتا ہوا کہتا ہے "حقیقی عید ہمارے لیے ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الہٰی کلام کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود پر اترا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا دودھ پیتے ہیں۔ وہ سرور اور لذت جو حضرت مسیح کے الہاموں کو پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور کسی کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہو سکتی۔ جو ان الہاموں کو پڑھے گا وہ کبھی مایوس اور ناامیدی میں نہ گرے گا۔ مگر جو پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں

سے گھبرا جاتے گا کیونکہ وہ سرچشمہ امید سے دور ہو گیا ..... پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات پڑھے"

(الفضل قادیان ۱۳ اپریل ۱۹۲۸ء)

اور خود مرزا کلاں لکھتا ہے :۔

"خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا"

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

اور مرزا کا بیٹا محمود احمد کہتا ہے :۔

"اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اسی کے ذریعہ ایمان حاصل ہوا ہم قرآن کریم کو خدا کا کلام اس لیے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ کی (مرزا) نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ کی (مرزا) نبوت کا ثبوت ملتا ہے"

(الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء ج ۱۳ نمبر ۳)

اور خلیفہ اول حکیم نور دین تو بڑا راسخ العقیدہ ثابت ہوا ہے چنانچہ بشیر الدین محمود احمد لکھتا ہے :۔

"مولوی صاحب (حکیم نور دین) فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح (مرزا) صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآن شریف کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا ہے تو جو بھی

آپ فرمائیں گے وہ ہی حق ہوگا...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہوجاتے تو پھر اس کے کسی دعویٰ میں چوں وچرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔" (سیرۃ المہدی صدا ج ۱)

جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امت قادیانیہ کے دل وجان میں مرزا کی محبت کسقدر سمائی ہوئی ہے اور ان کے نزدیک قرآن مجید کی یہ حیثیت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور قرآن مجید کو خدا کا کلام محض اس لیے تسلیم کرتے ہیں کہ ان سے مرزا کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

احادیث رطب ویابس کا مجموعہ

انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے دوسرا بڑا مجموعہ

سید الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی ہے جس میں آپؐ نے قرآن مجید کی قولاً وعملاً تفسیر فرمائی جسے آج ہم "احادیث نبویہ" کے مبارک لفظ سے یاد کرتے ہیں لیکن مرزا اور اس کی امت کا خیال ہے کہ احادیث کی کتابیں مداری کی پٹاری کی مصداق ہیں ان میں وہی روایات قابل عمل ہوں گی جن کی تائید مرزا نے کی ہے خواہ محدثین کے اصول کے مطابق ضعیف منکر اور موضوع ہی کیوں نہ ہو اور جسے مرزا رد کرے گا وہ قابل اعتنا نہ ہوگی خواہ وہ صحت کے بلند ترین معیار کی متحمل کیوں نہ ہو حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا کلاں لکھتا ہے۔

"جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے

جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرلے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کر دے"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰)

اور دوسرے مقام پر لکھتا ہے :-

"علمائے مخالفین کا میری نسبت اور کوئی بھی عذر نہیں بجز اس بیہودہ عذر کے کہ جو ایک ذخیرہ رطب و یابس حدیثوں کا انہوں نے جمع کر رکھا ہے ان کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں حالانکہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہیئے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۸)

اور مرزا محمود احمد کہتا ہے :-

" حدیث تو بیسیوں راویوں کے پھیرے سے ہمیں ملی ہے اور الہام براہ راست اس لیئے (مرزا کا الہام) مقدم ہے نہ اس لیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے معتبر ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے راویوں سے معتبر ہے ..... مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں"۔ (الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

اور یہی "حضرت" واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں :-

"اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود (مرزا) نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آتے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اس ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی

روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے آپ علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ والا قرآن نہ ہو گا بلکہ یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ والا قرآن ہو گا "...... اسی طرح حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کی پٹاری سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) فرمایا کرتے تھے حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے تو اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو"۔

(خطبہ جمعہ مندرجہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

ان مندرجات کو پڑھ لینے کے بعد اگر کوئی صاحب یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مرزائی قرآن پڑھتے احادیث سے استفادہ کرتے اور کلمہ پڑھتے ہیں انہیں غیر مسلم قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ان کی سادہ لوحی ہے یا پھر مرزائی عقائد و نظریات سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ انہیں ٹھنڈے دل سے اس کا جائزہ لینا چاہئے۔

مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ اور قادیان

وہ حرم پاک جسے حضرت خلیل اللہ اور حضرت ذبیح اللہ علیہما السلام نے رب کریم و رحیم کے حکم سے تعمیر کیا۔ جس کی قسم رب ذوالجلال نے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے الفاظ سے اٹھائی جسے ام القریٰ اور البلد الامین کے لقب سے نوازا اور اس میں داخل ہونے والوں کو یہ خوشخبری سنائی کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا اور جس کے متعلق نبی برحق نے فرمایا:۔

"واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ" (ترمذی مع التحفہ ص ۳۷۵ ج ۴)

بخدا تو بہترین جگہ ہے اور اللہ کی زمین میں سے اللہ کے نزدیک سب سے محبوب زمین ہے۔

اور وہ مدینہ طیبہ جسے نبی امی اور رسول ہاشمی کا شہر ہونے کا شرف حاصل ہے جو مہبط وحی اور منبع نور ہے۔ سرور دو عالم کی ہجرت گاہ اور استراحت گاہ ہے۔ جس کا نام رب ذوالجلال نے طیبہ رکھا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

ان اللہ سمی المدینۃ طابۃ (مسند احمد ص ۹۴ ج ۵)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ (پاکیزہ) رکھا ہے۔

آپؐ نے فرمایا

"علی نقاب المدینۃ ملائکۃ لایدخلھا الطاعون ولا الدجال"۔ (بخاری ص ۲۵۲ ج ۱)

مدینہ کے دروازوں پر فرشتے ہیں اس میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہو سکتے۔

اور فرمایا

"ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم ما بین لابتیھا" ترمذی ص ۳۷۴ ج ۴

ابراہیم نے مکہ کو محترم بنانے کی دعا کی تھی اور میں نے مدینہ کو محترم بنانے کی دعا کی ہے

اور اسی کے متعلق فرمایا:۔

"من استطاع ان یموت

جو مدینہ میں مر سکے اسے چاہیے

بالمدینۃ فلیمت فانی	کہ وہ مدینہ میں مرے بے شک
اشفع لمن یموت بہا"	جو مدینہ میں فوت ہوگا میں اس
(ترمذی ج ۲ ص ۳۷۲)	کی سفارش کروں گا۔

یہ ہے وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ جو مسلمانوں کی امنگوں اور آرزوؤں کا اصل مرکز اور ان کی دینی و روحانی علوم کا منبع ہے لیکن قادیانی حضرات ان مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں "قادیان" کو اپنے دل میں جگہ دیتے اور اپنا روحانی مرکز تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسے مکہ اور مدینہ کے ہم پلہ خیال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قادیان کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور مسجد اقصیٰ سے مراد مرزا قادیان کی مسجد ہے اور وہ اسے اسی طرح "حرم" خیال کرتے ہیں جیسا مسلمان مکہ مکرمہ کو حرم جانتے ہیں چنانچہ مرزا محمود احمد لکھتا ہے۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں"۔

(تقریر محمود احمد الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء)

اور ایک دوسرا دریدہ دہن کہتا ہے

"قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوتی اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی اس کی مسجد پرنور موذن کی اذان پرنور"

(الفضل یکم جنوری ۱۹۲۹ء)

اور خود مرزا کلاں لکھتا ہے :۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے" (درثمین ص ۵۲)

اور ایک دوسرا کذاب کہتا ہے :-

اے قادیاں اے قادیاں تیرے نفض تے نور کو
دیتی ہے ہر دم روشنی ، جو دیدہ ہائے حور کو
ہیں قبلہ و کعبہ کہوں یا سجدہ گاہِ قدسیاں
اے تخت گاہِ مرسلاں اے قادیاں اے قادیاں

(الفضل ۸ اگست ۱۹۳۲ء)

اور کہتا ہے :-

عرب نازاں ہے گر ارضِ حرم پہ تو ارضِ قادیاں فخر عجم ہے

(الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

اور خود مرزا جی لکھتے ہیں :-

"بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا"

(براہین حاشیہ صفحہ ۵۵۸)

اور الفضل کا ایک مضمون نگار لکھتا ہے :-

"سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے جسے فرمایا اس معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

تک سیر فرمایا اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیاں ہیں بجانب مشرق واقع ہے جو مسیح موعود کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بطور موہبت ہے"۔

(الفضل ۲۱ اگست ۳۳ء)

اور متنبی قادیان کو الہام ہوتا ہے :-

"اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے اِنَّا اَنزَلنَاہُ قَرِیباً مِّنَ القَادِیان اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان ہیں نازل ہونے کا ذکر ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا اِنَّا انزلناہُ قریبا من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے تب میں نے کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ اور تین شہروں کا نام قرآن میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ مدینہ قادیان یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا"

(ازالہ اوہام صد ۳۴ حاشیہ)

اور مرزا محمود قادیان کو شعائر اللہ قرار دیتا ہوا اعلان کرتا ہے

"یہاں کئی ایک شعائر اللہ ہیں مثلاً یہی علاقہ جس میں جلسہ ہو رہا ہے اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک مسجد اقصیٰ منارۃ المسیح شامل ہے۔

ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہیئے"
(الفضل ۸ جون ۱۹۲۳ء)

اور یہی "حضرت" دوسری جگہ لکھتے ہیں :-

" اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے جب کہ قادیان کا دودھ بالکل تازہ ہے " (حقیقۃ الرؤیا صہ ۴۶)

اسی طرح یہ حضرات مرزا غلام احمد کی قبر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد کا مماثل قرار دیتے ہیں اس کے پاس دفن ہونے والے کو حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا سا درجہ دیتے ہیں - اور وہاں کے قبرستان کو بہشتی مقبرہ کہتے ہیں اور وہاں کی حاضری کو ضروری خیال کرتے ہیں - چنانچہ قادیان کے شعبہ تربیت کی طرف سے اعلان ہوتا ہے :-

" پھر کیا ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ بندے کا جسم مبارک مدفون ہے جسے (معاذ اللہ) افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں کیا ہی بد قسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے " (الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

اور اسی مقبرہ کا گستاخ افسر یوں بدزبانی کرتا ہے :-

" آج تمہارے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول کریم کے پہلو میں ہوگے اور تمہارے لیے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے " (الفضل ۸ فروری ۱۹۱۵ء)

قادیانی حج

مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو ان معتقدات کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیے کہ قادیان میں ہر مرزائی کی حاضری ضروری ہے بلکہ قادیانی رہنما اسے ظلی حج قرار دے چکے ہیں اور جو خانہ کعبہ حاضر نہ ہو سکے اس کے لیے وہاں کی حاضری کو حج بدل قرار دیتے ہیں۔ بلکہ غلو کی انتہا سمجھئے کہ قادیان کے سفر کو حج بیت اللہ سے بھی ترجیح دے دی گئی - اور جو احکام اور ضروری مسائل حج کے سلسلہ میں ربّ ذوالجلال نے اپنی پاک کلام میں بیان فرمائے ہیں اس کی پابندی بھی قادیان کے جلسہ میں ضروری قرار دیتے ہیں ۔ چنانچہ مرزا بشیرالدین کہتا ہے :-

" آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے ... ... جیسا حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہے ایسا ہی جلسہ میں بھی

منع ہے"۔ (برکات خلافت مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء)

اور خود مرزا کلاں لکھتا ہے:۔

"اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی" (آئینہ کمالات ص ۳۵۲)

اور ایک دوسرا قادیانی کہتا ہے:۔

"جیسے احمدیت کے بغیر پہلا اسلام یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک ہے اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے"۔ (قادیانی مذہب کا عقیدہ مندرجہ پیغام صلح لاہور ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

ان حوالہ جات سے "قادیان" اور قادیان کے "سالانہ جلسہ" کی حیثیت اور حقیقت متعین کرنا مشکل نہیں اس پر اعتراض سے بچنے کے لیے قادیانی اکابر بیت اللہ اور مدینہ طیبہ کا رخ کرتے ہیں اور یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم بھی حج کرتے اور مسجد نبوی کی زیارت کرنے جاتے ہیں لیکن اس میں بھی وہ اپنے روایتی دجل وفریب سے کام لیتے ہیں ان کے حرم پاک میں جانے کی غرض وغایت یہ رہی ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کو مرزائی بنایا جائے اور حرمین شریفین کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا جائے۔ چند ایک حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:۔

"مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدرآباد دکن نے (محمود احمد) سے ملاقات کی مولانا کا عزم امسال حج بیت اللہ کا ہے اور اس پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ...... سفر حج کے ذکر پر مولوی (میر محمد سعید) صاحب

نے کہا کہ عرب کی سرزمین اب تک احمدیت سے خالی ہے شاید خدا تعالیٰ نے یہ کام مجھ سے کرانا ہے اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا میرا مدت سے خیال ہے کہ اگر عرب میں احمدیت پھیل جائے تو تمام اسلامی دنیا میں بہت جلد پھیل جائے گی۔" (الفضل قادیان ۷ مارچ ۱۹۲۱ء)

اور جب یہی میر صاحب یہاں سے روانہ ہوئے تو الفضل نے لکھا:۔

"حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (محمود احمد) زیدہ اللہ بنصرہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے عثمانیوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہو گئے آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا ہے۔ انشاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر سلمہ اللہ تعالیٰ یورپ اور امریکہ میں جب کہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے ضروری تھا کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہاں منور ہو گیا تھا دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تاکہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام آب و تاب کے دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ

مسلمان را مسلمان باز کردند

(الفضل ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء)

لیکن الحمد للہ قادیانیوں کا یہ منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا اور انشاء اللہ نہ ہو سکے گا

سعودی حکومت اس دجالی فتنہ سے پوری طرح واقف ہے اور رسومی منٹ رتی کونسل میں اسے کافر قرار دے چکی ہے۔

گذشتہ صفحات میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو کچھ ہم نے کہا ہے خوب ذہن نشین کر لیجئے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے سلسلہ نبوت ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ آنحضرت کی نبوت کا کمال اس بات پر موقوف ہے کہ امت میں نبی آتے رہیں۔

(۲) قادیانیت ایک مستقل مذہب اور ایک امت ہے اور ان کا مسلمانوں سے اصولی اختلاف ہے۔ مرزا جی کا خدا روزہ رکھتا، کھاتا، نماز پڑھتا، غلطی کرتا، مجامعت کرتا اور اس کے نتیجہ میں جنتا بھی ہے اور اس کے وجود کی تشبیہ دی جا سکتی ہے

(۳) متنبی قادیان سب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام سے افضل ہے اور اس کے ہمنشینوں کا وہی مرتبہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا۔

(۴) مرزا اس بات کا بھی مدعی ہے کہ میں عین محمدؐ ہوں اس کے جانشین بھی اسکے قائل ہیں اسی لیے انہوں نے علیحدہ کلمہ کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

(۵) غلام قادیان پر وحی نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ایک کتاب دی ہے جس کا نام "الکتاب المبین" ہے جس کے بیس پارے ہیں۔

(۶) سرور کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اسی صورت قابل اعتبار ہیں جب کہ مرزا جی نے ان کی تصدیق کی ہو ورنہ ان کی حیثیت ردی کی پٹاری کی ہے۔

(۷) قادیان کی [illegible] شان ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی ہے اس کی ہر مرا بنیٹ آیت اللہ

ہے اور اس کا ذکر قرآن مجید میں ہی ہے۔

مرزا غلام احمد کی قبر وہی حیثیت رکھتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی ہے اور بہشتی مقبرہ میں حاضری ضروری ہے

مرزا غلام احمد کے پہلو میں دفن ہونے والے کی وہی شان ہے جو سیدنا ابوبکرؓ سیدنا عمر فاروقؓ کی ہے اور گویا وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہے۔

قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کرنا حج کے مترادف ہے اور یہ خدائی سلسلہ ہے جس سے غافل رہنے میں نقصان ہی نقصان ہے۔

یہ وہ دس عقیدے ہیں جو گذشتہ صفحات میں ہم مرزائی لٹریچر سے باحوالہ دے چکے ہیں۔ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مرزائیت مسلمانوں کے بالمقابل ایک الگ دین ہے، ایک مستقل شریعت اور ایک مستقل امت ہے، جن کا مسلمانوں کے عقائد و نظریات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ اگر قرآن، حدیث اور کلمہ طیبہ کا نام لیتے ہیں تو اس میں ان کی مراد وہ نہیں جو مسلمانوں کا مقصود و مطلوب ہے۔

اور قادیانیت

بلکہ اسلام کی جو تعبیر مسلمانوں کے نزدیک ہے وہ اس کے کسی پہلو سے متفق نہیں وہ متنبی کی ہفوات کو ہی اسلام کہتے ہیں اور اس کی تبلیغ اسلام کی تبلیغ باور کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو نعوذ باللہ مردہ اسلام چنانچہ الفضل کا مضمون نگار لکھتا ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور

خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس نے اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا''

(الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

اسی طرح مرزا محمود احمد کہتا ہے :۔

''ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنا واعظ بھیجیں گے مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح کے پاس زندہ رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ ہی میری تبلیغ ہے پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا''۔

(منصب خلافت ص۳)

اور خود مرزا کلاں لکھتا ہے :۔

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق و مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۰)

اس قسم کی کھلی ہرزہ سرائی کے باوجود بھی اگر کوئی یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ قادیانی حضرات اسلام کا نام لیتے اور اس کی تبلیغ بڑے اخلاق سے کرتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی عقل پر ادھار کھائے بیٹھا ہے یہ حضرات دراصل اسلام کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور متنبی قادیان کی اتباع میں سادہ لوح افراد کو اپنے دامن فریب میں پھنسا کر ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔

مسلمان اور قادیانی

دعوی نبوت اور پھر عقاید و نظریات میں اصولی اختلاف کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے کہ جو شخص متنبی قادیان پر ایمان نہ لائے۔ اس کے ان جھوٹے عقاید کو تسلیم نہ کرے اور اس کے ہفوات کو وحی الہٰی قرار نہ دے وہ کافر اور ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار وقتاً فوقتاً اپنی تقریر و تحریر میں علانیہ طور پر اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان حوالہ جات سے قبل مرزا جی کا یہ "ارشاد" پڑھ لیجیے۔

فرماتے ہیں :-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الہٰی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا۔"

(حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اس "نکتہ" کو پیش نظر رکھیے اور حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے :-

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"۔

(منقول الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

اور مرزا بشیر الدین لکھتا ہے

"کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

(آئینہ صداقت ص۳۵)

اور "چھوٹے میاں" مرزا بشیر احمد یوں "گوہر افشانی" فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔

(کلمۃ الفضل مندرجہ ریویو ریلیجنز ص۱۱۰ ج ۱۴ نمبر ۳)

اور متنبی قادیان اپنا الہام یوں بیان کرتا ہے:۔

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔

(تبلیغ رسالت ص۲۷ ج ۹)

اور اسی بات کا نتیجہ ہے کہ قادیانیوں نے مستقل امت ہونے کی حیثیت سے تمام تعلقات قطع کر لیے جس کی چند شہادتیں ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد لکھتا ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو

غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں، جائز نہیں"۔ (انوار خلافت صہ۸۹ مجموعہ تقاریر بشیر الدین)

اور مسلمانوں کی نماز جنازہ کے متعلق لکھتا ہے:۔

"اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں ہیں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے"۔

(انوار خلافت صہ۹۳)

مرزا غلام احمد کا بیٹا فضل احمد جو باپ کا اس قدر فرمانبردار نکلا کہ باپ کے کہنے پر اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی (جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی) لیکن وہ چونکہ اپنے باپ کے دام فریب میں نہ آسکا اور مرزا جی کی زندگی میں فوت ہو گیا تو مرزا جی نے اس کا جنازہ پڑھنے سے محض اس لیے انکار کر دیا کہ یہ "احمدی نہیں چنانچہ الفضل قادیان لکھتا ہے:۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنے مرحوم بیٹے کا جنازہ محض اس لیے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا"۔ (الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء)

دریھر چوہدری ظفر اللہ کا بانی پاکستان محمد علی جناح کا جنازہ نہ پڑھنا بھی

اسی سلسلہ کی کڑی ہے جس سے کوئی بھی پاکستانی ناواقف نہیں ۔ جس کا وہ برملا اقرار کر چکے ہیں ۔ بلکہ یہ حضرات مسلمان کی وفات کے بعد اسے "مرحوم" کے لفظ سے پکارنے اور اس کے لیے دعا مغفرت کی بھی اجازت نہیں دیتے ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں الفضل قادیان کے مفتوی صاحب کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں :-

سوال :- کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے ۔

جواب :- غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں"۔ (الفضل ۷ رفروری ۱۹۲۱ء)

اور اگر کہیں یہ قادیانی حضرات مسلمانوں سے سلام کہتے ہیں یا ان کی لڑکیوں کو حبالہ عقد میں لیتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ایسا انہیں مسلمان سمجھتے ہوئے کرتے ہیں ۔ یا انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ وہ یہ سب معاملات مسلمانوں کو اہل کتاب کے ضمرہ میں شمار کرتے ہوئے کرتے ہیں ۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے :-

" حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا ۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا ۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں ۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی ۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے ہیں "

کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی
لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا
جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم نے
یہودیوں تک کو سلام کا جواب دیا ہے"

(کلمۃ الفضل مندرجہ ریویو آف ریلیجز صد ۱۲۹ جلد نمبر ۱۴)

اس سلسلہ میں قادیانی ترجمان کی درج ذیل عبارت بھی زیر نظر ہے :۔
" آپ نے یہ کس طرح سمجھ لیا ہے کہ ہم آپ ایسے لوگوں سے کسی اسلامی
سلوک کی امید رکھتے ہیں۔ ہمارے تو وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ آپ
لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک
وہ لوگ جو ایک نبی وقت کے منکر ہیں مسلمان ہی نہیں اور جب ہم انہیں
مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی تہذیب کی توقع کیا یہ آپ کو
محض غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے امیدوار ہیں"۔

(الفضل ۲۶ فروری ۱۹۱۸ء ج ۵ نمبر ۶۹ ۲ مارچ)

معاملاتی و معاشرتی زندگی میں مسلمانوں کے ساتھ قادیانی حضرات کا کیا طریقہ رہا
اس کی داستان طویل ہے تاہم نمونتاً اس کی دو مثالیں ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں :۔
(۱) کانپور میونسپل کمیٹی نے یکم جولائی ۱۹۱۳ء کو مچھلی بازار کانپور کی مسجد کا ایک
حصہ گرا دیا مسلمانوں نے اسے ناپسند کیا حکومت نے فوج بلوا کر گولی چلا دی۔
دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لاشیں خاک و خون میں لتھڑ ہت ہو گئیں سارا ملک

احتجاج سے گونج اٹھا مظلومین کی امداد کے لیے لاکھوں روپیہ چندہ جمع ہوگیا
چوٹی کے قانون دان جمع ہوتے ہزار ہزار یومیہ لینے والے بیرسٹروں کی خدمات
حاصل کی گئیں۔ شبلی ایسے درد مندوں نے اس سانحہ عظیمہ کو منظوم کیا۔ تمام
ملک کے مسلمان یک زبان تھے ان میں کوئی اختلاف نہ تھا صرف ایک آواز
اس کے خلاف اٹھی اور وہ مرزا محمود احمد آف قادیان کی تھی جن کا خیال تھا کہ ایک
حصہ "مسجد کو گرائے بغیر گذارہ نہ تھا اور اسے منہدم نہ کرنا رفاہِ عام کے کام میں
رخنہ اندازی تھی اور اس بارہ میں مسلمانوں نے بہت ناعاقبت اندیشی سے کام
لیا ہے"

(الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء)

اور جب ملک نے ان کی اس رائے کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور
خلیفہ جی کو ملت فروش، مذہب کش۔ ابن الوقت۔ حکام پرست، خوشامدی کہا
اور اسلامی نظام میں ناسور ڈالنے والا قرار دیا تو خلیفہ جی بڑی بے شرمی اور بے غیرتی
سے یہی کہتے رہے :-

"ہمیں اس مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں"

(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۱۳ء صہ ۴۲ بحوالہ احمدیت سے محمودیت تک)

(۲) مسلمانوں کی مساجد سے علیحدگی اور قطع تعلق کے ساتھ ساتھ ایک اور واقعہ
ملاحظہ فرمائیں :-

"ایک دفعہ کوہ مری میں ایک انجمن بنائی گئی جس کی غرض یہ تھی کہ وہاں
کا چکلہ اٹھوا دیا جائے اس سلسلہ میں متفقہ جدوجہد کی ضرورت تھی
لیکن وہاں کے احمدیوں نے کہہ دیا کہ اس قسم کے امور میں ہم دوسرں

کے ساتھ مل کر کام نہیں کر سکتے کیوں کہ ہماری جماعت ایک انتظام کے ماتحت ہے حضرت امیر المومنین کی منظوری ضروری ہے چنانچہ درخواست کی گئی قصر خلافت سے جواب ملا " آپ ان لوگوں کے ساتھ ہرگز شامل نہ ہوں "

(بحوالہ احمدیت سے محمودیت تک صہ ۴۱)

قارئین کرام اندازہ کیجئے وہ کام جس کے بند کرنے میں مسلمان کیا غیر مسلم عیسائی ہندو، سکھ بھی متفق ہوں لیکن مرزائی ان سے علیحدہ رہیں تو ان کا یہ کردار کس بات کا پیش خیمہ ہے ؟

اور پھر جو زبان ان حضرات کے " مسیح موعود " نے علمائے دین کے متعلق استعمال کی اسے نقل کرتے ہوئے دم گھٹتا اور ضمیر مرجھا جاتا ہے ۔ اور حیرت ہوتی ہے کہ ان مغلظات کے باوجود ایسی احمق قوم بھی اس سرزمین میں بستی ہے جو اسے نبی اور اپنا نجات دہندہ سمجھتی ہے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں ۔

(۱) شیخ الکل حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم

مخبوط الحواس نذیر حسین ۔ (الاستفتاء صہ ۳۰) نالائق (انجام آتھم صہ ۳۰) نذیر حسین کے دجالانہ فتوی (انجام آتھم صہ ۲۵) مات ضال ھائما مر گیا گمراہی میں حیران ہو کر (مواہب الرحمن صہ ۱۲۷)

(۲) حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مرحوم

کذاب، مزوّر، خبیث، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی (نزول المسیح صہ ۷۵)

فرمایا، کمینہ، گمراہی کے شیخ، دیو، بدبخت، (نزول المسیح صد ۷۶)

---

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم

کفن فروش، کتا (اعجاز احمدی صد ۲۳) ابن ہوا، غدار ابوجہل (اعجاز احمدی صد ۴۲)

ایک دفعہ متنبی قادیان نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کو چیلنج دیا کہ اگر وہ سچے ہیں تو قادیان آکر اس کی پیش گوئیوں کی پڑتال کریں اور ہر پیش گوئی کے غلط ہونے پر سو روپیہ انعام حاصل کریں۔ مرزا جی کو خیال تھا کہ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ قادیان نہیں آسکیں گے تو یہ پیشگوئی جڑ دی۔ وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے (اعجاز احمدی صد ۳۷) بلکہ اس پیش گوئی کو نشان الہٰی کہتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا کہ:۔

"یہ پیش گوئی ایک نشان ہے" (اعجاز احمدی) لیکن جب مولانا مرحوم نے جا کر اطلاع دی کہ میں آگیا ہوں تو مولانا صاحب کا مکتوب دیکھ کر یوں گوہر افشانی فرمائی:۔

"خبیث سور کتا بدذات گوں خور ہم اس کو کبھی بھی نہ بولنے دیں گے گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔ (بحوالہ الہامات مرزا از شیخ الاسلام صد ۱۲۲ حاشیہ)

---

(۴) حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی مرحوم

غوی، لئیم، فاسق، شیطان، ملعون، نطفہ سفہاء، خبیث، مفسد، مزوّر، منحوس، کنجری کا بیٹا۔ (انجام آتھم ص۲۸۲) ہندو زادہ (انوار الاسلام ص۲۵) شیطان فطرت، نادان عدو الدین (انوار الاسلام ص۲۶)

---

(۵) حضرت مولانا عبد الحق غزنوی مرحوم اور خاندان غزنویہ

"عبد الحق نے اشتہار دیا تھا کہ اس کے گھر لڑکا ہوگا (بالکل جھوٹ جسے مرزائی آج تک ثابت نہیں کر سکے) وہ لڑکا کہاں گیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا"
(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۷)

"اے شریر مولویو۔ اور ان کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو"
(تریاق القلوب ص۳۲)

ہم نے محض نمونتہً "صاحب تہذیب اخلاق" کے چند اقوال نقل کئے ہیں جنکی بنا پر مرزا جی کی نبوت اور امامت تو درکنار ہم اس کی شرافت کے بھی قائل نہیں۔ ناظرین کرام یہ ہے ہلکی سی جھلک "معمولی فہرست متنبی قادیان اور اس کی امت کی اسلام اور مسلمان دشمنی کی۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ قادیانی ایک علیحدہ امت اور الگ دین کے پیروکار ہیں مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں وہ خود مسلمانوں سے علیحدگی کا اعلان کرتے اور کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے اکابر کو بازاری گالیاں دیتے اور ان کی توہین

کرتے ہیں انہی وجوہ کی بنا پر مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ انہیں مسلمانوں سے ملت کا پیروکار قرار دیا جائے جو الحمدللہ قانونی حد تک پورا ہو چکا ہے۔

نبی اور مقام نبوت

نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطیہ موہبت عظمیٰ ہے۔ یہ کوئی کسبی چیز نہیں کے حصول کے لیے پہلے ریاضت کی جائے چلہ کشی ہو تزکیۂ نفس کی مشقوں برداشت کیا جائے اپنے دل و روح کو رذائل سے صاف کر لیا جائے کہیں جا کر یہ مقام نصیب ہوتا ہے۔ اور یہ انعام حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ ایک وہبی امر ہے خلعت الٰہی اور تشریف آسمانی ہے اور ایک عظیم انعام ہے اللہ کا۔ اور یہ انہی کو نصیب ہوتا ہے جن کا انتخاب اللہ تعالیٰ فرمائے اسی بات وضاحت کرتے ہوئے خداوند قدوس فرماتے ہیں:-

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ۔ الانعام ۔ ۱۲۴

اور جسے انتخاب کرتا ہے اس کی ابتداء ہی سے حفاظت کرتا ہے۔ اس کی زندگی اسوہ و نمونہ ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ حق کی حمایت کرتا ہے۔ صلح رحمی، ضرور مندوں کی حاجتیں پوری کرنا مہمان نواز اور صادق و امین ہونا اس کے ابتدائی اوصاف ہیں۔ نبی قوم کا سچا خیر خواہ ہوتا ہے۔ وہ کافر حکومتوں کا اطاعت گزار اور شکر گزار نہیں ہوتا بلکہ ساری عمر کفر کا جھنڈا سرنگوں کرنے میں بسر کر دیتا ہے اور قانونِ الٰہی کے علاوہ کسی قانون کی پیروی نہیں کرتا اور نہ اپنی دعوت پیش کرنے میں کسی کا خوف اور ڈر محسوس کرتا ہے۔ وہ عبادت کا طریقہ تبلانے ہی نہیں آتا بلکہ عدل و انصاف کا

نے بھی آتا ہے - اس کا ذریعہ علم وحی ہوتا ہے - اخلاق حسنہ کا پیکر اور حیا کا
ہوتا ہے - وہ نہ بدزبانی سے کام لیتا ہے اور نہ ہی لعن وطعن کرتا ہے - نہ وہ
ہوتا ہے اور نہ دیوانہ اور نہ ہی دائم المریض بلکہ اس کی دماغی و جسمانی قوت
پر اوروں سے طاقت ور ہوتی ہے - دنیا پرستی نام کی کوئی چیز اس کے دل و
دماغ میں کھٹکتی وہ صرف خدا پرستی کا دعوے دار ہوتا ہے بلکہ اس کا سارا گھرانہ
سے بے نیاز ہوتا ہے اور وہ ہر ایک کو اسی کی تلقین کرتا ہے -
یہ ہیں وہ چند اوصاف جو ایک نبی میں ہوتے ہیں - ہمارے نبی حضرت محمد مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی انہی اوصاف میں گزری - قرآن وحدیث اور تاریخ
ان اوصاف میں سے ہر ایک پر دلائل جمع کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی
ہے لیکن ہمارا یہ مقصد نہیں بلکہ مقصود متنبی قادیان کی زندگی کے بعض پہلوؤں کو پیش
تاکہ ناظرین کرام دیکھ سکیں کہ وہ شخص جو اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا ظل اور عین ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ جس نے میرے اور مصطفٰے کے
فرق کیا اس نے مجھے نہیں پہچانا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برتری کے
دعوے کرتا ہے - اس کی کیا حیثیت ہے اس کا عقیدہ اور ذاتی کردار کیا ہے وہ
کس کس مذہب کا مالک ہے اور مخاطبین سے انداز گفتگو کیا ہے

قادیان کا شرابی اور افیمی نبی

مجبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اس
وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن
کی پلومر کی دکان سے خرید دیں - مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے باقی سب

خیریت ہے۔ والسلام غلام احمد

(خطوط امام بنام غلام صہ ۵)

"ٹانک وائن" کیا ہے اس کی حقیقت پلومر کی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد کی معرفت معلوم کی گئی تو ڈاکٹر صاحب نے جواباً تحریر فرمایا:۔

"حسب ارشاد پلومر کی دوکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸ روپے ہے"

(سودائے مرزا صہ ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی پرنسپل کالج امرتسر

(۲) "ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابطیس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابطیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی"

(نسیم دعوت صہ ۶۷)

لیکن کیا مرزا جی اس "الزام" سے بچ گئے ؟ مرزا محمود احمد لکھتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول الحکیم نور دین کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت

استعمال کرتے رہے"۔ (الفضل ۱۹ جولائی ۲۹ء)

ناظرین کرام اندازہ کیجئے مرزا جی نے جس بات کو "الزام" ٹھہرایا اس میں وہ خود مبتلا ہوئے۔ خلق خدا کو مبتلا کیا اور پھر مرزا محمود احمد کی جسارت بھی دیکھئے کہ خداوند قدس پر یہ الزام تراشا کہ افیون سے مرکب دوائی "خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی گئی"۔

قادیان کا مراقی نبی

(۱) "دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرتؐ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی ہے آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو چادریں اس نے پہنی ہوں گی سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق (اور ایک نیچے کے دھڑ کی) کثرت بول"

(تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء اخبار بدر ۷ جون ۱۹۰۶ء حقیقت الوحی ص ۳۰۷)

(۲) "مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت تفکرات غم اور سوء ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ تھا"۔

(ریویو قادیان اگست ۲۶ء)

(۳) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے"۔ (سیرۃ المہدی ص ۵۵ جلد ۲)

ان تین شہادتوں کے بعد مرزا صاحب کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"یہ بات بالکل جھوٹا منصوبہ یا کسی مراقی عورت کا وہم ہے"

(حاشیہ کتاب البریت ص ۲۳۸/۲۳۹)

عبارت کا مقصد واضح ہے کہ مراقی شخص کی تمام باتیں وہم پر مبنی ہوتی ہیں اور نہ ہی اس کی کسی بات کا اعتبار ہے۔ اور ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی لکھتا ہے :۔

"ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لیے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے"۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجز۔ اگست ۱۹۲۶ء)

مراق کے علاوہ مرزا جی کو ہسٹریا کے دورے بھی پڑتے تھے جس کا آغاز بشیر اول وفات سے ہوا تھا۔ جیسا کہ مرزا بشیر الدین نے سیرۃ المہدی ص۱۳ ج ۱ میں لکھا ہے حوالہ جات کے بعد مرزا جی کی خانہ ساز نبوت کی حقیقت آشکارہ ہو جاتی ہے"

دیگر امراض

(۱) میرا دل و دماغ بہت کمزور ہے اور میں کئی امراض کا نشانہ رہ چکا ہوں۔ ذیابیطس اور دردسر مع دردسر مع دوران سر میرے شامل حال ہیں بعض اوقات تشنج قلب کا دورہ بھی ہوتا ہے"

(تریاق القلوب ص۶۸)

"حضرت مسیح موعود کی زبان میں لکنت تھی"۔ (سیرۃ المہدی جلد ۲ ص)

(۳) کسی حوالہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"پڑھا تو تھا مگر حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا" (نسیم دعوت صہ ۷۳)

(۴) "مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی"۔ (کتاب منظور الٰہی صہ ۳۴۹)

(۵) "بعض بعض وقت سو سو مرتبہ ایک دن میں پیشاب آتا اور پیشاب میں شکر بھی آتی ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا"۔

(نسیم دعوت صہ ۶۹)

(۶) "حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا ذکر بھی کیا ہے"۔

(حیات احمد صہ ۷۹ ج ۲ مولفہ یعقوب علی قادیان سیرۃ المہدی صہ ۴۲ ج ۱)

(۷) "میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خون اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے"۔ (ضمیمہ اربعین صہ ۴)

مرزاجی کی بیماریوں کی اس مختصر تفصیل کے بعد کیا مرزائی حضرات بتلا سکتے ہیں کہ کبھی کوئی ایسا دائم المرض آدمی بار نبوت سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے؟ اور کیا سلسلہ انبیاء میں اس کی کوئی مثال دکھائی جا سکتی ہے؟

قادیان کا بدزبان نبی

آنجہانی مرزا قادیانی کا اپنے مخالفین کے متعلق جو رد عمل رہا ہے اس کی ہلکی سی جھلک آپ

پہلے بھی دیکھ چکے ہیں اس سلسلہ میں بعض اور عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیں :-

(۱) "ان لوگوں نے چوروں قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا" (ازالہ اوہام ص ۷۴۶ تحفہ گولڑویہ)

(۲) "بعض کتوں کی طرح بعض بھیڑیوں کی طرح بعض سوروں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنک مارتے ہیں" (خطبہ الہامیہ ص ۵)

(۳) "کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں میں اللہ نے مہر لگا دی ہے باقی سب میری نبوت پر ایمان لا چکے ہیں اور میرے دشمن جنگلوں کے سور بن گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے آگے بڑھ گئی ہیں"

(نجم الہدیٰ ص ۱۰)

کیا مرزائی حضرات بتلا سکتے ہیں کہ مرزا جی نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ پڑھنے سے کیوں انکار کیا؟ کیا مرزا صاحب کی بیوی بھی [illegible] تھی اور اس کا بیٹا سور تھا؟ تو ایسے بیٹے کے باپ اور ایسی بیوی کے خاوند کے متعلق کیا رائے ہوگی؟

(۴) "جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے ......
حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے" (انوار اسلام ص ۳۰)

(۵) کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا - ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کنجریوں کی اولاد" (آئینہ کمالات ص ۵۴۷)

الغرض گالی دینا تو مرزا جی کی طبیعت کا ایک حصہ بن گیا تھا - بات بات پر اپنے مخالفین کو بے تحاشا مزے لے لے کر گالیاں دیا کرتے - اسی بری عادت کے سبب

جب مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے گورداس پور کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا تو مرزا جی نے یہ اقرار نامہ لکھ کر معافی مانگی۔

"میں آئندہ اس امر سے باز رہوں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال نہیں کروں گا یا کوئی ایسی تقریر یا تحریر شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو درد پہنچے میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال کافر کاذب بٹالوی نہیں لکھوں گا۔" (اقرار نامہ مرزا قادیانی بمقدمہ باجلاس مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۵ر جنوری ۱۸۹۹ء)

(زشتی قادیان ص۱۳)

لیکن اس اقرار نامہ کے باوجود مرزا جی اپنی "خوش کلامی" اور "شیریں بیانی" سے پیچھے ہوئے باز نہ رہ سکے۔

ہ چٹھی نہیں یہ کافر ہے بہت بگڑی ہوئی

جس کی بنا پر پھر دعویٰ دائر کیا گیا تو اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور نے درج ذیل فیصلہ لکھا۔

"ملزم اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے اگر اس کے اس میلانِ طبع کو نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص عامہ پیدا ہوگا ۱۸۹۷ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے ملزم کو مجوزہ تحریرات سے باز رہنے کے لیے فہمائش کی تھی پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر

ڈپٹی صاحب مجسٹریٹ نے اس سے اقرارنامہ لیا کہ ہجو قسم نقض امن والے فعلوں سے باز رہے گا"

(روئداد مقدمہ مرتبہ مولوی کرم الدین جہلمی صفحہ ۱۶ بحوالہ محمدی پاکٹ بک صفحہ ۲۴۲ / ۵۰)

ایک طرف مرزا صاحب کے ان "شیریں ارشادات" اقرارنامہ اور عدالتی فیصلہ کو ملاحظہ فرمائیں لیکن دوسری طرف مرزا صاحب کی لن ترانیاں بھی دیکھیں۔

"لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں مومن لعان نہیں ہوتا"

ازالہ اوہام صفحہ ۶۶ خورد (صفحہ ۲۶۹)

"میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں"

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۹)

مزید لکھتے ہیں :-

بدتر ہر ایک سے ہے جو بدزبان ہے ۔ جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے ،

گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں ۔ پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

(درثمین صفحہ ۱۷)

اور پھر یہ اعلان بھی کہ

"خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا" (اربعین صفحہ ۴۲ نمبر ۳)

اور یہ بھی کہ

اخلاقی معلم کا یہ فرض ہے کہ پہلے اپنے اخلاق کریمہ دکھلائے"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۹)

یہ جو کچھ بتلایا گیا اور کہا گیا درست اور بجا لیکن ہم یہی کہہ سکتے ہیں :-

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

یہاں ہم نے بادلِ ناخواستہ مرزاجی کی صرف چند "خوش کلامیاں" نقل کی ہیں اور وہ بھی ایسی جو مسلمانوں سے متعلق ہیں اس کے علاوہ عیسائیوں اور آریوں کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا وہ سردست ہمارے موضوع سے خارج ہے اگر تفصیل مطلوب ہو تو مولانا نور محمد مبلغ مظاہر العلوم سہارنپور کا رسالہ "مغلظات مرزا" ملاحظہ فرمائیں گو ان سے بھی مرزاجی کے ان کارناموں کا استیعاب نہیں ہو سکا تاہم انہوں نے بڑے سائز کے ۷۲ صفحات میں ایسی سوقیانہ گالیاں مع حوالہ جات جمع کر دی ہیں۔

زبان کے اس بدترین تلوث کے باوجود اگر مرزاجی "نبی ہیں" تو ایسا بد زبان اور زبان دراز نبی مرزائیوں کو مبارک۔ مرزاجی کے ان ہفوات پر ہمیں اس قدر تعجب نہیں جتنا اس بات پر کہ ان "ارشادات" بلکہ "الہامات" کے باوجود مرزاجی عظیم الشان نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ظل اور عین بلکہ سب رسولوں سے افضل اور برتر یا بدرجہ اقل مسیح موعود یا مجدد اعظم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

بادۂ عصیاں سے دامن تربتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاحِ دو عالم ہم سے ہے

قادیان کا زر پرست اور عیاش نبی

مرزاجی کی عمر ۲۴ یا ۲۵ سال کی تھی تو اس عالم شباب میں دادا صاحب کی پنشن وصول کرنے گئے پھر کیا ہوا ان کی والدہ کی زبان سے سنیئے :-

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت صاحب تمہارے دادا کی پنشن (مبلغ سات سو روپے) وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ حضرت صاحب اس شرم کے مارے گھر نہیں آئے ..... بلکہ سیالکوٹ پہنچ کر ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ (۱۵ روپے ماہوار) پر ملازم ہو گئے۔"

(سیرۃ المہدی ص۴۳)

ناظرین کرام متنبہ رہیں کہ اس واقعہ کے وقت مرزا جی کی عمر ۲۵ سال تھی اور اس وقت وہ ایک دو بچوں کے باپ تھے جب کہ مرزا صاحب کا پہلا لڑکا سولہ سال کی عمر میں پیدا ہوا۔ (سیرۃ المہدی ص۴۷ ج ۱) اب ہم مرزائی حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس سستے زمانہ میں جب کہ گندم ۸ آنے من اور گوشت ۱ آنہ سیر بتلایا جاتا ہے مرزا صاحب نے مبلغ سات سو روپے کہاں اور کس مصرف میں صرف کیے؟ اسی ضمن میں یہ بھی بتلایا جائے کہ باپ کی نافرمانی اور اس خیانت کی وجہ کیا ہے پھر اس عمر میں "پھسلا کر لے گئے" کے الفاظ بھی عجیب ہیں۔ کیا مرزا جی بچے تھے یا بے وقوف؟ یا پھر اس مصرعہ پر عمل کا خیال پیدا ہو گیا:۔

؎ زندگانی گر رہی تو جوانی پھر کہاں

آخر کچھ تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ پھر اس ایک واقعہ کے علاوہ "براہین احمدیہ کا چندہ" "مقبرہ بہشتی کے لیے چندہ" طاعون کے وقت "توسیع مکان کے لیے چندہ" اور ایسے ہی دوسرے واقعات اپنی جگہ بڑے عبرتناک اور دلچسپ ہیں۔ جن سے مرزا جی کی زرپرستی

کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک واقعہ کا چونکہ ایک پس منظر ہے اور ایک طویل داستان پر مبنی ہے اس لیے ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں حذف کرنا مناسب سمجھتے ہیں یہ اشارات طالب تحقیق کے لیے یقیناً مزید معلومات کا سبب ہوں گے۔

یک شود دو شد اب ذرا مرزا جی "ام المومنین" کی زرپرستی اور مرزا جی کی زن پرستی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ اس سلسلہ کے لیے مرزا جی نے اپنی دہلوی بیوی نصرت جہاں بیگم کو جو زیورات پہنائے انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کڑے کلاں طلائی قیمتی	۷۵۰	کڑے خورد قیمتی	۲۵۰		
ڈنڈیاں بالی گھنگرو والے قیمتی	۷۰۰	کنگن طلائی	۲۲۰	بندے طلائی	۲۲۰
بندے طلائی	۵۰۰	[illegible] طلائی	۲۲۵	جھمکیاں خورد	۳۰۰
پونچیاں ۴ عدد	۱۵۰	موتی جھمکیاں کلاں	۲۰۰	چاند طلائی	۵۰
بالیاں جڑاؤ	۱۵۰	نتھ	۴۰	ٹیپ جڑاؤ	۷۰

کل میزان = ۳۵۰۵

یہاں یہ یاد رہے کہ سونے کے یہ تمام زیورات تقریباً ۲۳ چھٹانک ۵ تولے بنتا ہے جبکہ سونے کا بھاؤ اس دور میں ۱۲½ روپے تولہ تھا۔ اس کے بعد ۲۵ جون ۱۸۹۸ء کو فرضی کارروائی کر کے اپنی جائداد سے ایک باغ اور کچھ زمین اپنی بیوی کے پاس اس شرط پر گروی رکھی کہ تیس سال تک فک الرہن نہیں ہوگا اس کے بعد ایک سال کے اندر اندر مذکورہ زرمرہونہ دیکر فک الرہن کروا لوں گا۔ اور اگر ایک سال میں ادا نہ ہو تو بیع بالوفا متصور ہوگی اور دعوی ملکیت نہیں رہے گا۔

لیکن اس کارروائی کے باوجود زیورات پھر بھی بیوی (یعنی مرزائی ام المومنین) کے پاس رہے چنانچہ مفتی محمد صادق مرزائی مرزاجی کی "گھریلو زندگی" پر تقریر کرتا ہوا بتاتا ہے:۔

"ایک دفعہ کسی نے خیر خواہی سے کہا کہ بیوی صاحبہ اپنے زیورات کو بار بار تڑواتی ہے اور نئی نئی شکل میں بنواتی رہتی ہیں۔ اس طرح تو بہت نقصان ہوتا ہے اور بہت سا حصہ زرگر ہی کھا جاتے ہیں۔ بیوی صاحبہ کو رکنا چاہیئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان کا مال ہے جس طرح چاہیں کریں۔"

(الفضل ۳ اپریل ۱۹۴۶ء)

ناظرین کرام غور فرمائیں اور مرزائی جواب دیں کہ جائداد غیر منقولہ کو مرزاجی نے کس مصلحت کی بنا پر بیوی کے نام کر دی کیا۔ پھر اکتیس سال بعد بیع بالوفا کر دی۔ اس لیے تاکہ جائز وارثوں کو حق نہ مل سکے۔ اور اپنی پہلی بیوی کی اولاد کو محروم کر دیا جائے۔ یہ سب پاپڑ کیوں بیلنے پڑے؟ ظاہر ہے کہ جو کچھ ہوا دہلوی بیوی سے پیار کے نتیجہ میں ہوا۔ اور کبھی یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ بیوی نے زیورات کے بدلے جو خاوند کی ملکیت ہو اس کی غیر منقولہ جائداد گر دی کرائی ہو اور پھر مرزاجی پر بیوی کی یہ بے اعتباری کہ رجسٹری بھی کرائی اور پھر زیورات بھی لے گئے۔ کیا اسے فرضی کارروائی نہ کہا جائے گا؟

قادیانی "ام المومنین" کی اس زر پرستی اور خاوند وہ بھی نبی سے اس قدر بے اعتنائی کے ثبوت کے بعد ایک اور عجیب و غریب واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

"ایک دفعہ چھٹی رساں منی آرڈر لے کر آیا اور دروازہ پر آواز دی تو حضرت ام المومنین نے ایک خادمہ کو بھیج کر اس سے فارم منگوا لیے۔ چھٹی رساں

اس انتظار میں کھڑا رہا کہ حضرت صاحب دستخط کر کے فارم بھیج دیں گے تو میں اندر روپیہ بھیج دوں گا۔ جب دیر ہوگئی اور فارم نہ آئے تو حضرت صاحب خود باہر تشریف لائے جب حضرت صاحب کو معلوم ہوا کہ فارم بیوی صاحبہ کے پاس ہیں تو آپ نے بیوی صاحبہ سے کہا کہ فارم ہمیں دیدو چٹھی رساں انتظار کر رہا ہے۔ بیوی صاحبہ نے کہا ہم نہیں دینتے تب آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ آپ ان فارموں کو کیا کریں گی؟ بیوی صاحبہ نے کہا کہ آپ ہر روز روپیہ منگواتے ہیں آج روپیہ ہم منگوائینگے حضرت صاحب اس پر ناراض نہ ہوئے بلکہ خندہ پیشانی سے فرمایا کہ وہ تو روپیہ ہمارے دستخطوں کے بغیر نہیں دے گا۔ لاؤ ہم دستخط کر دیتے ہیں پھر آپ ہی روپیہ منگوا لیں اس پر بیوی صاحبہ نے فارم دیدیئے اور حضرت صاحب نے دستخط کر کے پھر فارم ان کو دے دیئے" (نتیجہ واضح ہے کہ روپیہ بیوی صاحبہ نے منگوا لیا) (الفضل ۳ اپریل ۱۹۴۶ء)

ہم مرزائی حضرات سے ان کی دیانت کا واسطہ دے کر پوچھتے ہیں کہ

(۱) مرزا صاحب کے پاس جو رقم ایسی آتی کس غرض کے لیے ہوتی تھی؟ اور نبی کے پاس مال کیسے جمع ہوتا ہے؟

(۲) منی آرڈر جہاں سے آیا رقم کتنی تھی اور کس مد میں سے تھی؟

(۳) اور کیا تمہاری ماں کوئی روپیہ وصول کرنے کی حق دار تھی؟ تمہاری روحانی والدہ نے بیچارے چٹھی رساں کو کیوں پریشان کیا اور اتنی دیر انتظار میں ٹھہرائے رکھا؟

(۴۴) مرزا جی کو انہوں نے یہی آرڈر کا کیوں جتلایا؟ کیا نبی کی بیوی ان جیسے اوصاف سے متصف ہوتی ہے؟ اور کیا اس سے خواجہ کمال دین وغیرہ کی یہ بدگمانی صحیح ثابت نہیں ہوتی کہ یہ روپیہ تبلیغ اسلام میں خرچ ہونے کی بجائے بیوی صاحبہ کے کپڑوں اور زیورات پر خرچ ہوتا ہے (کشف الاختلاف)

اور جب اس بات کی شکایت مرزا جی سے کی گئی تو انہوں نے کیا جواب دیا وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ مرزا محمود اپنے خطبہ میں اس کا ذکر کرتا ہوا کہتا ہے

"لدھیانہ کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ میں مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال دین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب کے سامنے کہا کہ جماعت مقروض ہو کر اور اپنی بیویوں بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندوں میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اس پر حرام ہے کہ وہ ایک حبہ بھی کسی سلسلے کے لیے بھیجے اور پھر دیکھے کہ خدا کے سلسلہ کا کیا بگاڑ سکتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ آئندہ اس سے چندہ نہ لیا جائے حالانکہ وہ پرانا احمدی تھا۔"

(الفضل ۱۰ اگست ۱۹۳۷ء)

قارئین کرام ان حوالہ جات کو غور سے پڑھیں اور پھر متنبی قادیان کی زن پرستی اور مرزائی ام المومنین کی زر پرستی کی داد دیں۔ اگر کسی لدھیانوی مرزائی کا اعتراض غلط فہمی پر مبنی تھا تو اسے دور کرنا چاہیے تھا نہ یہ کہ اسے مجرم قرار دیتے ہوئے دھتکار دیا جاتا۔ لیکن اس کردار کے باوجود دعویٰ "عین محمد" کا۔ العیاذ باللہ۔ ازواج مطہرات

رسولِ مدنی فداہ ابی وامی سے زندگی بھر ایک مرتبہ مال و متاع کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی صادق و مصدوق سے یہ تحدیدا میر اعلان کروایا۔

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا

(الاحزاب ۔ ۲۸)

ازواجِ مطہرات نے اس کا جو ردِّ عمل پیش کیا ۔ تفسیر احادیث اور تاریخ کا طالبعلم اس سے واقف ہے لیکن اس کے باوجود قادیانی حضرات اپنی ماں کو ان پاک باز ہستیوں کے مقابلہ میں پیش کرتے ہوئے قطعاً نہیں شرماتے نہ انہیں خدا کے حضوری حاضری کا ڈر ہے ۔

خوفِ خدا سے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرمِ سرورِ کون و مکاں گئی

اسی پر بس نہیں مرزا جی کی "شرافت" اور "زر پرستی" پر درج ذیل حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں ۔

"جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب سے کیا تو مہر چھپن ہزار ۵۶۰۰۰ مقرر کیا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ صاحب سے ہوا تو مہر پندرہ ہزار ۱۵۰۰۰ مقرر کیا گیا اور یہ مہر بھی باقاعدہ رجسٹری کر دیا گیا لیکن ہم تینوں بھائیوں

میں سے جن کی شادیاں حضرت صاحب کی زندگی میں ہوگئی تھیں کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور ہر ایک کا ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔

(سیرۃ المہدی ص۱۵۳ ج ۲)

مرزائی دانشوروں سے التماس ہے کہ وہ بتلائیں کہ لڑکے اور لڑکیوں کے مہر میں یہ تفاوت کیوں؟ کیا اس لئے کہ مبارکہ بیگم اور امۃ الحفیظ پیغمبر زادیاں تھیں؟ کیا انبیاء کا یہ شیوہ ہے کہ اس قدر گراں مہر مقرر کریں؟ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا کا مہر اور ان کے گھر کی سادگی کا کیا حال تھا؟ اور کیا کسی شریف آدمی نے بھی اپنی لڑکی کا مہر رجسٹری کروایا ہے؟ اس کے باوجود "عین محمد" نہیں آتی؟ اس سے بڑھ کر زر پرستی کا اور کیا ثبوت ہوگا؟

قادیان کا مشرک نبی

اہل نجوم کا خیال ہے کہ سبع سیارہ میں سے ہر ایک مستقل بالذات ہے تمام موجودات میں ان کی حرکت مؤثر ہے وہی نفع و نقصان پہنچاتی ہے اور انسانی زندگی اور تہذیب و تمدن پر اثر انداز ہے۔ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باطل عقیدہ کی تردید فرمائی ہے لیکن مرزا جی لکھتے ہیں:۔

(۱) "واقعی اور صحیح امر یہی ہے کہ ستاروں میں تاثرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے لہٰذا اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں جو بنفشہ وغیرہ کے تاثرات کا تو قائل ہے مگر ان ستاروں کے تاثرات کا منکر ہے ...... یہ لوگ سراپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ (انکار اس کے علم کا نہیں اس پر اعتقاد و یقین کا ہے) کو شرک میں

داخل کرتے ہیں ..... ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں جیسا کہ متقدمین حکماء نے لکھا ہے" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۸۲ مطبوعہ ۱۹۵۱ء)

جناب مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے :-

(۲) انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی (حقیقۃ الوحی ص ۸۶)
تو مجھ سے میری توحید و تفرید کی مانند ہے -

نتیجہ ظاہر ہے کہ جب وحدانیت اور فردیت کی جگہ مرزا صاحب ہی ہیں تو وحدانیت و فردیت کیسے باقی رہی ؟ -

(۳) اسمع یا ولدی :- اے میرے بیٹے سن - البشریٰ ص ۴۹ ج ۱ نیز
انت منی بمنزلۃ ولدی - حقیقۃ الوحی ص ۸۶

یہ الہام ہے خدا وحدہ لا شریک کی طرف سے لہٰذا جب مرزا جی کو خدا تعالیٰ نے خود بیٹا کہا تو عیسائی مجرم کیوں ہیں؟ وہ بھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں -

(۴) مصنف احمدیہ پاکٹ بک لکھتا ہے :

"مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرکیہ عقیدہ ہے اور مرزا صاحب کا عقیدہ حیات مسیح کا قبل از الہام ہے" (بحوالہ محمدیہ پاکٹ بک ص ۵۷۹)

مرزا جی کا حیات مسیح کے سلسلہ میں عقیدہ کب بدلا ؟ ہماری تحقیق یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں وہ مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے معترف ہیں - جسے انہوں نے "ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا"

(اشتہار ملحقہ تریاق القلوب صفحہ ۳۲۲) تھا ۔ لہٰذا کم از کم الہام کے ابتدائی دور تک یہ تسلیم کر لینے کے بغیر چارہ نہیں کہ مرزا جی مشرک تھے حالانکہ انبیاء علیہم السلام شرک مٹانے آتے ہیں اور اگر وہی شرک میں مبتلا ہو جائیں تو امت کی اصلاح کون کرے گا ؟

قادیان کا نبی خدا

مرزا جی پر ایک دور ایسا بھی آیا کہ خود کو خدائی صفات کا مظہر قرار دینے لگے ۔ بلکہ ان دعاوی کو الہام سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں :-

(۱) انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون ۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶

یعنی اے مرزا تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے ۔

(۲) الارض والسماء معک کما ھو معی ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۵ ۔ اے مرزا زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں ۔

(۳) اعطیت لک صفت الافناء والاحیاء ۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۳ میں نے تجھے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی ہے ۔

(۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں ۔
آئینہ کمالات صفحہ ۵۶۵

(۵) یوم یأتی ربک فی ظلل من الغمام ۔ اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا یعنی انسانی مظہر (مرزا مراد ہے) کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرے گا ۔
حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴

بلکہ وہ اپنے بیٹے کے متعلق کہتا ہے :-

انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلاء كأن الله نزل من السماء

"کہ خدا نے مجھے الہام کیا کہ تیرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے" اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

یہ چند حوالہ جات بطور نمونہ کے از خروارے ہیں جن سے مرزا جی کی لن ترانیوں کا پتہ چلتا ہے اور ان کے دماغی کے تدریجی ارتقاء کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

قادیان کا سرکاری نبی

انبیائے کرام علیہم السلام ہمیشہ کفر کا جھنڈا سرنگوں کرتے رہے یعنی نوع انسان کو اپنے مالک خالق کے دروازے پر جھکاتے آئے ہیں وہ جبری نظام کے ظالمانہ وقار کو تار تار کرکے اشرف المخلوقات کو آرام و سکون بخشتے ہیں۔ وہ کافرانہ نظام کی بجائے نظام ربوبیت کی علمبرداری کرتے ہیں۔ ایک طرف اگر نمرود، فرعون، ہیرودیسی اور ابوجہل ہیں تو دوسری طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ہیں۔ بلکہ آنحضرت کا نعرہ مستانہ چونکہ قیصر و کسریٰ کے خلاف تھا اس لیے آپ نے دو بڑے جابر نظاموں کے خاتمہ کا اعلان فرما دیئے ہیں۔

اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده

کہ جب قیصر و کسریٰ ہلاک ہو جائیں گے تو پھر کوئی کسریٰ یا قیصر نہیں رہے گا۔ اور علامہ اقبال نے انہی معنوں میں کہتے ہیں:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

لیکن دوسری طرف متنبی قادیان کا جائزہ لیجئے تو یہ "صاحب" عیسائی حکومت کی اطاعت گزاری اپنا ایمان بتلاتے اور اُنہیں اولی الامر قرار دیتے ہوئے ان کی تابعداری کو ضروری گردانتے ہیں۔ اور ان کے کافرانہ نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں کو حرامی، بدکار اور نامعلوم کیا کچھ کہتے ہیں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) "میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ کی اطاعت دوسری اس سلطنت برطانیہ کی۔ جس نے امن قائم کیا۔" (شہادت القرآن ص۳ ضمیمہ بنام گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)

(۲) "میں اپنی جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ انگریز کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل سمجھتے ہوئے دل کی سچائی سے ان کی اطاعت کریں"
(ضرورۃ الامام ص۲۳)

(۳) "میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں اور میں نے یہ کتابیں تمام دنیائے اسلام میں پھیلا دی ہیں"۔
(تریاق القلوب ص۲۵)

(۴) "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت تمام مسلمانوں کے لیے برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند کریم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے باران رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعاً حرام ہے"۔
(شہادت القرآن ص۱۱ ضمیمہ ۱۲)

(۵۱) "نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رکھئے کہ یہ سوال نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کرنا کیسا ہے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔" (شہادت القرآن صـ ۳)

آئندہ حصہ ثانی میں چونکہ مسئلہ جہاد پر مستقل بحث ہوگی اس لئے ہم انہی چند حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ناظرین کرام انہی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ انگریز کی کاسہ لیسی اور آلہ کار ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ ان کی اطاعت کو فرض واجب اور اپنے دین کا حصہ کہا جائے۔ اور ان کے خلاف علم حریت بلند کرنے والوں کو نادان، احمق اور بدکار کہا جائے۔ پھر اس ساری دین فروشی اور قوم فروشی کا مقصد چند سکوں کا حصول لیکن اس کے باوجود دعویٰ "عین محمد" ہونے کا رب اکبر کی قسم یہ بھونڈا انداز تو گدایان میکدہ بھی اختیار نہیں کرتے چہ جائیکہ باعزت اور کسی شریف آدمی سے اس کی توقع رکھی جائے۔

قادیان کا شیطان نبی

انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور شیطان کے اثر سے مامون و معصون۔ خواہ بیداری کی حالت میں ہوں یا نیند میں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ اور احتلام چونکہ ناپاک اور شیطانی خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے انبیاء اس بیماری سے بھی محفوظ ہوتے ہیں خود مرزا جی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

"چونکہ انبیاء سوتے جاگتے ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے۔
اس واسطے ان کو خواب میں احتلام نہیں ہوتا"۔

(سیرۃ المہدی صـ۵۵ ج ۱)

مرزا جی کے بیان کی تائید کرتے ہوئے ہم ناظرین کرام کی توجہ درج ذیل روایت کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہو گیا"۔

(سیرۃ المہدی صـ۲۴۲ ج ۳)

مرزائی حضرات سے سوال ہے کہ کیا مرزا جی کے "صحابی" کی "روایت" معتبر ہے؟ اور یہ بھی بتلائیں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا جی بھی شیطان کے ہتھے چڑھ گئے۔

مرزا قادیانی اور الہام شیطانی

انبیاء کرام کے الہامات شیطان کے اثر سے محفوظ ہوتے۔ اور یہ بھی کہ وہ اسی زبان میں ہوتے ہیں جو نبی کے مخاطبین کی ہو۔ پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ وحی لانے والا فرشتہ جبرئیل صادق اور امین ہے وہ نہ غلط بات کہتا ہے اور نہ ہی اپنی طرف سے کسی قسم کی کمی وزیادتی کرتا ہے جبکہ وہ ہمیشہ اللہ جل شانہ کے حکم کا فرمانبردار ہوتا ہے اور اپنی مرضی سے کبھی زمین پر وحی لے کر نہیں آتا۔
ان مسلمہ اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

(۱) مرزا جی کو اس بات کا اعتراف ہے کہ

"الہامات رحمانی بھی ہوتے ہیں اور شیطانی بھی اور بعض اوقات شیطانی

الہام بھی سچے ہو جاتے ہیں"۔ (حقیقت الوحی ص۳۲۹ نیز ازالہ اوہام ص
ضرورۃ الامام ص۱۷)

بجا فرمایا لیکن انبیاء کرام اس سے بہر حال خارج ہیں شیطان کوشش کے باوجود اپنے پروگرام میں خائب و خاسر ہوتا ہے۔

(۲) "ایک دفعہ ۱۹۰۵ء میں قلت آمدنی کی وجہ سے مصارف میں بڑی تنگی ہو گئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابلہ میں روپیہ کی آمدنی کم اس لیے دعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ سامنے آیا اور بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو ہو گا تو اس نے کہا میرا نام ٹیچی ٹیچی کا معنٰی ہے۔ وقت مقررہ پر آنے والا"۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۳۲)

اندازہ فرمایئے یہ "قادیانی نبی" کا خواب ہے۔ کسی عام انسان کا نہیں کیا سابقہ انبیاء علیہم السلام کے خوابوں سے ایسی مثال مل سکتی ہے اور یہ کہ فرشتے انہیں روپے دینے آیا کرتے تھے؟ عالم بیداری میں ایسا واقعہ کیوں نہ ہوا خواب میں ٹرخایا کیوں گیا؟ پھر آنے والے "فرشتے" نے پہلے جھوٹ بولا کہ میرا نام کچھ نہیں۔ کیا فرشتے جھوٹ کہا کرتے ہیں؟ اور پھر اس نے اپنا نام ٹیچی بتلایا جس کے معنٰی ہیں وقت مقررہ پر آنے والا۔ تو کیا فرشتے نبی کے پاس بلا اذن الٰہی آیا کرتے ہیں؟ قطعاً نہیں دراصل یہ سارا دھندا شیطانی ہے۔ اولاً اس نے خواب میں ٹرخا دیا پھر جھوٹ بولا۔ اور جب ازراہ پیار پوچھا گیا تو جلد نام بھی ذکر کر دیا۔

اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ شیطان ہر زبان جانتا ہے اس لیے مرزاجی پر کبھی فارسی کبھی اردو کبھی عربی کبھی انگریزی اور کبھی سنسکرت میں حالات و واقعات اور ضرورت" کے مطابق الہام ہوا کرتے۔ جنہیں بسا اوقات خود مرزا صاحب بھی نہ سمجھ سکتے حوالہ ملاحظہ فرمائیں:۔

"زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت وغیرہ"۔ (نزول المسیح ص ۵۷)

بلکہ مکتوبات مرزا ص ۶۸/۶۹ ج ۱ میں ایک طویل خط بنام میر عباس علی شاہ منقول ہے جس میں مختلف زبانوں کے الہامات درج کر کے شاہ صاحب سے ان کی وضاحت طلب کی گئی ہے تاکہ ان کی اشاعت ہو سکے۔

اس صورت حال کے باوجود "ارشاد" ہوتا ہے۔

"یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی زبان کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی دوسری زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے" (چشمہ معرفت ص ۲۰۹)

اور پھر طرفہ تماشا یہ کہ اسی "بیہودہ" اور "غیر معقول" امر کو اپنی صداقت کا نشان ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میں انگریزی، عبرانی، سنسکرت وغیرہ کوئی زبان نہیں جانتا کہ ان زبانوں میں خود کوئی فقرہ بنا سکوں ان زبانوں میں الہام ہونا میرے من جانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے" (شہادت القرآن ص ۱۱/۱۲ ضمیمہ)

حالانکہ مرزا صاحب اپنی ملازمت کے دوران ڈاکٹر امیر شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن پنشنر سے انگریزی پڑھتے رہے ہیں۔ جس کا اظہار مرزا یعقوب علی تراب نے حیات النبی ص ۷۷ ج ۱ میں کیا ہے۔

ان حوالہ جات کے ساتھ ساتھ مرزا جی کے وہ مکاشفات بھی سامنے رکھئے جو ہم ص میں ذکر کر آئے ہیں اس کے علاوہ ص میں ان کا یہ فرمان کہ

" قادیان " کا نام قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے " بھی زیر نظر رہے۔ ہم قادیانی حضرات سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا فی الواقعہ صراحتاً یا اشارۃً قرآن مجید میں " قادیان " کا نام موجود ہے ؟ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس کشف کے ساتھ مرزا جی کا یہ فرمان بھی سن لیجئے۔

" جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کی کوئی اصل صحیح شرع میں نہ ہو خواہ وہ ملہم یا مجتہد ہو تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے "۔
(آئینہ کمالات ترجمہ ص ۱۳)

عاشق نامراد نبی

مرزا صاحب اپنے شعریہ کلام میں لکھتے ہیں :-

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اسکی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مزا پایا میرے دل ابھی کچھ پاؤ گے — تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے
ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے — مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا — ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑ گیا

سبب کوئی خدا وندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی
نہیں منظور تھی گر تم کو الفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
میری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۳۲)

یہ ہے مرزا جی کی کیفیت اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ مرزا بشیر احمد ان اشعار کے متعلق لکھتے ہیں :-

"مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔"

• قارئین کرام مرزا بشیر احمد کے یہ الفاظ پڑھیے اور بتلائیے کہ انھوں نے ہمارے دعوی کی تائید کی ہے یا تردید؟ جب کہ جوانی دیوانی ہوتی ہے اسی کے متعلق کسی نے کہا ہے :-

زندگانی گر رہی تو جوانی نہ رہے گی

اور عالم شباب ہی کی سرمستیوں میں عشق و معاشقہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ اور پھر یہ "روگ" ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ مرزائی حضرات سے سوال ہے کہ وہ کونسا "بت" ہے جس کے دیدار کے لیے مرزا جی اس قدر بیتاب ہیں۔ اگر آپ بھول گئے ہوں

توسنیے وہ بنت " محمدی بیگم " ہے جس کے حصول اور مستقل دیدار کے لیے مدتوں بمصداق ت نہ روتے کٹے ہے نہ سوتے کٹے ہے

یوں تو اس کی داستان طویل ہے لیکن بتقاضی اختصار ہم بعض اشارات اور ضروری توضیحات کے ذکر پر اکتفا کریں گے چنانچہ یاد رہے مرزا احمد بیگ (جو مرزا جی کے اقرباء میں سے تھے) کو مرزا جی نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں بذریعہ اشتہار مطلع کیا کہ

" اس خداوند قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لیے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ یہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا۔ اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روزِ نکاح سے اڑھائی سال اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور اس کے گھر میں تفرقہ اور تنگی پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لیے کسی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لا دے گا "

آئینہ کمالات ص ۲۸۱-۲۸۸

ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ مرزا جی نے کن حالات میں احمد بیگ سے یہ رشتہ طلب کیا یہاں آپ صرف یہ دیکھئے کہ اس پیشگوئی سے کتنے نتائج ثابت ہوتے ہیں

(۱) نکاح نہ ہوا تو لڑکی کا انجام برا ہوگا (۲) جس سے شادی ہوگی وہ اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا (۳) اس کا باپ تین سال تک مر جائے گا (۴) بالآخر محمدی بیگم مرزا جی کے نکاح میں آئے گی۔ ایک دوسری جگہ اسی اشتہار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائیگا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

(ازالہ اوہام ص۳۹۶)

یہ کسی آدمی کا کلام نہیں بلکہ قادر مطلق کا حکم اور فیصلہ تھا۔ چاہیئے تو یہ کہ مرزا جی قدرت کے کرشمے دیکھتے اور نکاح کا انتظار کرتے۔ لیکن اس "بت" کی محبت اور دل کی بے قراری نے آرام و سکون ختم کر دیا تھا۔ کبھی وہ احمد بیگ کو خط کے ذریعہ "لڑکی کے نام اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی" دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ (آئینہ کمالات ص۵۷۳) کبھی عجز و انکساری سے التجائیں اور منتیں کرتے ہیں لیکن جب بات بنتی نظر نہیں آتی بلکہ مرزا جی کے علی الرغم محمدی بیگم کے نکاح کا پروگرام طے پاتا ہے تو اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتے ہیں اور مرزا علی شیر (جو احمد بیگ کا سالا تھا اور مرزا جی کے بیٹے فضل احمد جو پہلی بیوی سے تھا کی شادی بھی اس کی لڑکی سے ہوئی تھی) اور ان کی بیوی کو دھمکی آمیز خط لکھتے ہیں کہ "اگر اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں . . . . تو ایک طرف جب محمدی کا نکاح کسی شخص سے ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے گا[1] اور اگر نہیں دے گا

[1] (۱) درحقیقت مرزا جی کے حکم پر فضل احمد نے بیوی کو طلاق بھی دے دی لیکن مرزا جی نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔

تو میں اسے عاق کر دوں گا" (مکتوب مرزا محررہ مئی ۱۸۹۱ء) سچ کہا ہے جناب ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق نے

"سوچنے کا مقام ہے کہ نکاح کی بشارت اللہ نے دی تشہیر مسیح موعود نے کی اڑ بیٹھے لڑکی کے والدین اور پیٹ گیا غریب فضل احمد جسے بیوی کو چھوڑنے اور محروم الارث ہونے کا نوٹس بھی مل گیا۔ کوئی پوچھے کہ اس کا کیا قصور؟ اگر قصور تھا تو صرف خدا تعالیٰ کا جس نے اپنی بجلیوں ڈباؤں اور تازیانوں سے کام نہ لیا بات کہہ ڈالی اور اسے منوانے کا انتظام نہ کیا"

لیکن جب دھمکی سے بھی کام نہ بنا اور مرزا جی کے جیتے جی مئی ۱۸۹۱ء میں محمدی بیگم کا نکاح سلطان احمد ساکن پٹی سے ہو گیا تو پھر بھی مرزا جی کے دل سے اس "بت" کی محبت نہ گئی وہ بڑے یقین سے کہتے رہے

"اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آجانا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام میں یہ کلمہ موجود ہے کہ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے" اعلان ۶ ستمبر ۱۸۹۶ء (مندرجہ تبلیغ رسالت ص۱۱۵)

اور کبھی فرماتے

"اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا" (حقیقۃ الوحی ص۱۳۲)

بلکہ اسی دوران مرزا جی ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ قریب موت کی نوبت پہنچ گئی بلکہ موت سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے تب میں نے خیال کیا کہ شاید اس

پیشگوئی کے معنی اور ہو گئے جو میں سمجھ نہیں سکا تب اس حالت قریب الموت میں الہام ہوا۔ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے" ازالہ اوہام صد ۱۹۶ یہ سلسلہ امید جاری رہا اور وقتاً فوقتاً خدائی الہام اور اسے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا جاتا رہا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود جب امید بر نہ آئی تو اچانک ارشاد ہوا

"وحی الہٰی میں یہ نہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی یہ تھا کہ ضرور اول دوسری جگہ بیاہی جائے ۔۔۔۔۔۔ خدا پھر اس کو تیری طرف لائیگا"

(الحکم سنہ ۱۹۰۵ء ۳۰ رجون)

قارئین کرام غور فرمایئے مرزا جی کی یہ تحریریں ان کی اصلیت کا کس قدر منہ بولتا ثبوت ہیں ذرا مکالمہ و مخاطبہ الہٰی کے مدعی کی شاطرانہ چالیں دیکھیئے۔ جب پیشگوئی یہی تھی کہ خدا تعالیٰ باکرہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں اس سے نکاح کرے گا تو مرزا جی اس قدر کیوں بیتاب ہے؟ کیا پڑی تھی کہ لالچ دیا ڈرایا دھمکایا؟ بلکہ براہ راست سلطان محمد کو خطوط لکھے کہ نکاح منظور نہ کرو۔ کیا یہ سارا ناٹک "عشق بازی" کا نتیجہ نہیں؟ مزید دیکھیئے کہ مرزا جی کے ایک مرید ظفر احمد کی بیوی فوت ہو گئی وہ دوسری شادی کے خواہشمند تھے مرزا جی نے ازراہِ احسان فرمایا "ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر جو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے" چنانچہ دکھانے کے بعد دریافت کیا "کونسی لڑکی پسند ہے" تو مرید باصفا نے جواب دیا "جس کا منہ لمبا ہے" لیکن مرزا صاحب نے فرمایا نہیں "دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے" کیونکہ جس کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ سے

بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ (سیرۃ المہدی صفحہ ۲۵۹ ج ۱)

کیا مرزائی حضرات بتلا سکتے ہیں کہ یہ دو نوجوان لڑکیاں کون تھیں، اور مرزا جی کے گھر کیوں رہتی تھیں؟ اور قارئین بتلائیں کہ مرزا جی نبی تھے یا کوک شاستر کے مصنف؟ کیا شادی و نکاح میں انبیاء کا طریق انتخاب یہی ہوتا ہے اس لئے ذرا یہ بھی دیکھئے کہ نبی امی فداہ ابی وامی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح کے متعلق کیا فرمایا الفاظ ہیں:-

"تنکح المرأۃ لاربع مالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین" (بخاری و مسلم)

یعنی عورتوں سے چار چیزوں کے سبب نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال حسب ونسب، حسن اور دین کے سبب سے پس تو دین دار کے ساتھ کامیابی حاصل کر" اور دوسرے مقام پر فرمایا:-

"خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ" (مسلم)

کہ دنیا کا بہترین نفع نیک بیوی ہے"۔ اندازہ کیجئے نبی کی تعلیم کونسی ہے؟ اور نبی صادق و مصدوق اور ایک متنبی کے انکار میں کتنا فرق ہے۔ لطف تب تھا جب یہ دونوں لڑکیاں مرزا جی کی "صاحبزادیاں" ہوتیں اور وہ یوں دیکھنے دکھانے اور تبصرہ کرنے کرانے کا کردار ادا کرتے۔ جب مرزا جی یہ برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کا کوئی پیروکار اس کا تصور کر سکتا ہے تو کیا قوم کی بیٹیوں پر اس انداز سے تبصرے کرنا اور کروانا ایک نبی کی نشان ہے؟ یا اس بازار کے سوداگر کا کام ہے؟

قادیانی نبی کا مبلغ علم

جب مذکورۃ الصدر پیشگوئی تقریباً بیس سال تک پوری نہ ہو سکی اور مرزا جی ہر طرف سے مایوس ہو گئے اسی دوران اہل علم نے اس پیش گوئی کو مرزا جی کے کذب پر ایک اور دلیل قرار دیا تو انہوں نے بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک اے عورت توبہ کر کہ مصائب تیرا پیچھا کر رہے ہیں پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا"۔

تتمہ حقیقۃ الوحی صد ۱۳۲

قارئین کرام بالخصوص اہل علم دوست پہلے آخری الفاظ پر غور فرمائیں کہ "نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا" ایک ہی چیز کے متعلق عدم و وجود کے کیا معنیٰ؟ اگر تاخیر میں پڑنا صحیح ہے تو فسخ کیسے؟ اور اگر فسخ ہو گیا تو تاخیر کے کیا معنیٰ؟ اور یہ بھی کہ جب نکاح آسمان پر پڑھا گیا تو فسخ کیسے ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ کا فرض تھا کہ اپنے نبی کو مطلع کرتا کہ نکاح فسخ ہو چکا ہے انتظار کی زحمت نہ کیجئے لیکن مرزا جی تقریباً بیس سال تک آسمانی منکوحہ کی واپسی کا بڑی بیقراری سے انتظار کرتے رہے اور اگر تاخیر میں پڑ گیا تھا تو بھی اللہ تعالیٰ کا فرض تھا کہ وہ نبی کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے لیکن مرزا جی نے اللہ بے صبری کا مظاہرہ کیا کبھی لالچ دیا اور کبھی ڈرایا دھمکایا آخر کیوں؟

پھر دیکھیے شریعت مطہرہ میں فسخ نکاح کے اسباب یہ ہیں:-

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ)

(۱) خاوند اخراجات نہ دے (۲) عنین ہو (۳) ظالم ہو (۴) نکاح احکامِ شریعت کے مطابق نہ ہوا ہو (۵) خاوند مرتد ہو گیا ہو۔

سوال یہ ہے کہ آسمانی منکوحہ کا نکاح کس سبب کی بنا پر فسخ ہوا؟ پہلی وجہ اس لئے صحیح نہیں کہ مرزاجی رئیس قادیان تھے اور نکاح کی امید کے دنوں صاحبِ جائیداد تھے جیسا کہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔ عنین بھی نہ تھے جب کہ ۱۸۸۸ء کے بعد بھی مرزاجی لڑکے کی پیش گوئی کرتے رہے اور ۱۸۹۹ء میں ایک لڑکا بھی پیدا ہوا (تریاق القلوب صہ ۴۳) بلکہ ان کا تو دعویٰ تھا کہ مجھے چالیس مردوں کی طاقت دی گئی ہے (الفضل ۱۲ ارجون ۱۹۲۸ء)

(تعجب ہے کہ یہ دعویٰ اور ذیابیطس کا مریض) تیسری وجہ بھی نہ تھی جبکہ نبی ظالم نہیں ہوتا فرمان باری تعالیٰ ہے ۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (البقرہ) نکاح بھی غیر شرعی طریق پر نہیں ہوا جب کہ اس کا فیصلہ خداوند قدوس نے آسمانوں پر کیا۔ تو کیا مرتد تھے؟ لیکن مرزائی حضرات تو اسے نبی مسیح موعود اور مجدد کہتے ہیں سوال یہ ہے کہ اسبابِ فسخ نکاح میں آخر کونسا سبب تھا خدارا بتلائیے مرزاجی علمِ شریعت سے کس قدر واقف تھے؟ مزید برآں پہلی تین صورتوں میں فسخ کا حق عورت کو ہے آخری صورت بھی یقیناً نہیں اور چوتھی صورت میں نکاح خود بخود فسخ ہو جاتا ہے اگر پہلی تین صورتوں میں کوئی سبب تھا تو کیا آسمانی منکوحہ نے اس کا مطالبہ کیا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں کیا تو پھر آخری صورت کے محقق اور واقع ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ مرزاجی کی پیشگوئی پڑھ جائیے آپ کو یہ نئی "شرط" کہیں نظر نہیں آئے گی۔ امت مرزائیہ سے بھی درخواست

ہے کہ وہ اپنے مقتدا کے الفاظ کو "پیش گوئی" سے ثابت کریں پھر یہ بات بھی کس قدر تعجب انگیز ہے کہ "بیوی" کے توبہ کرنے سے نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا نکاح اس طرح ٹوٹ جاتا ہے کہ بیوی گناہوں سے تائب ہو جائے تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اس پر مستزاد یہ کہ غلطی تھی تو احمد بیگ کی کہ رشتہ دینے سے انکار کر دیا لیکن توبہ کرے "محمدی بیگم" آخر اس کا جرم کیا تھا؟ پھر دیکھئے توبہ کا حکم "محمدی بیگم" کو لیکن اسے پورا کیا "ان لوگوں نے" سوال یہ ہے کہ وہ کون تھے؟ اقربا تھے؟ تو کیا انہوں نے معافی مانگی؟ یا حلقہ بیعت میں شامل ہوئے؟ اور سلطان احمد کو طلاق پر مجبور کیا۔ جب اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر شرط کیسے پوری ہوئی؟ اور توبہ کیسے قبول ہوئی؟ اندازہ فرمائیے مرزا جی نے کس قدر علم دشمنی کا ثبوت دیا ہے اور کس قدر عقل و فکر کے زاویوں سے ہٹ کر باتیں کی ہیں غور فرمائیے جو شخص اس قدر غیر معقول باتیں کرنے کا عادی ہو وہ کیا مجدد کہلانے کا بھی حقدار ہے؟ چہ جائیکہ اسے نبی تسلیم کر لیا جائے۔

ہم نے یہاں متعلقہ بحث ہی کے ایک پہلو کی نقاب کشائی کی ہے ورنہ ایسے بیسیوں "ارشادات" ہیں جن سے مرزا جی کے مبلغ علم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ہم ان کی قرآن دانی سے بھی واقف ہیں لیکن یہ مقام اس تفصیل کا متحمل نہیں بمصداق "مشتے نمونہ از خروارے" چند پہلوؤں کی نشان دہی مقصود تھی

کچھ اور تذکرے

آنجہانی مرزا قادیانی کے حالات زندگی میں بعض بڑے عبرتناک اور عجیب و غریب واقعات ملتے ہیں۔ ان کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے۔ لیکن ہم یہاں مکمل عبارت نقل کرنے کی بجائے عموماً

مفہوم پر اکتفا کریں گے البتہ توسین کی عبارت کتاب کے اصل الفاظ ہوں گے۔

(۱) مولوی بشیر علی مرزائی کا بیان ہے کہ "میں نے آپ کو استغفار پڑھتے کبھی نہیں سنا" سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱

یہ حال ہے معاذ اللہ "بروز محمد" بلکہ "عین محمد" کا حالانکہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں سو سو مرتبہ توبہ و استغفار کیا کرتے۔ بجا کہا اللہ تعالیٰ نے اسے معافی کی توفیق ہی نہیں دی۔

(۲) طوائف کی کمائی اور سودی روپیہ سے (بعض شرائط کے ماتحت قادیانی تحریک کے ابتدائی دنوں میں) قادیانیت کی خدمت کے جواز کا فتویٰ بھی مرزا جی نے دیا۔ مرزا بشیر احمد کے الفاظ ہیں "اس زمانہ میں خدمتِ اسلام کے لیے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کیے جانے کا فتویٰ بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا" سیرۃ المہدی ص ۲۶۱ ج ۱ ۲۶۲

فرمایئے کس اسلام کی خدمت کے لیے؟ اسلام نہیں بلکہ قادیانیت کے لیے ورنہ اسلام جو ربّ ذوالجلال نے اپنے صادق و مصدوق نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس میں سودی روپیہ اور طوائف کی کمائی کو حرام قرار دیا اور کسی بھی مرحلے میں اس سے خدمتِ اسلام کی اجازت نہیں دی۔

(۳) مولوی عبدالعزیز کے گھر اولاد نہ تھی مرزا جی سے دعا کی درخواست کی گئی تو جواب ملا ایک لاکھ روپیہ دیجیے یا دینے کا وعدہ کریے پھر ہم دعا کریں گے "پھر اللہ اسے لڑکا دے گا" لیکن وہ آمادہ نہ ہوا اور لاولد ہی مر گیا" سیرۃ المہدی ص ۳ ج ۲

(۴) بچپن میں مرزا جی چڑیاں پکڑا کرتے تھے چاقو نہ ہوتا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے سیرۃ المہدی ص

(۵) بچپن میں والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کیلئے مانگا انہوں نے گڑ بتلایا کہ یہ لے لو مرزا جی نے انکار کردیا۔ انہوں نے کسی اور چیز کا نام لیا تو اس سے بھی مرزا جی نے انکار کردیا" پھر سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا"۔

سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۴۵

(۶) مرزا جی چوزہ ذبح کرنے لگے تو گردن پر چھری پھیرنے کی بجائے انگلی کاٹ ڈالی "اور توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے"

سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۴ (نوٹ) بچپن میں تو چڑیوں کے شکاری تھے ذبح کی عادت کیسے بھول گئی؟ پھر جو شخص چوزہ ذبح نہیں کرسکتا وہ جہاد کو منسوخ قرار نہ دے گا تو اور کیا کرے گا؟

(۷) روٹی کھاتے تو اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیتے اور پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر کھا لیتے اور باقی دستر خوان پر رکھے رہتے۔ الفضل قادیان ۱۹۳۵ء ۳ر مارچ

(نوٹ) مرزائی حضرات کہا کرتے ہیں کہ حضرت صاحب ان ٹکڑوں کو کھاتے جن سے ذکر اللہ کی آواز سنتے۔ جل جلالہٗ کیا سود کی روپیہ اور طوائف کی کمائی سے تو ذکر اللہ ہی کی آواز آتی ہوگی؟

(۸) نیا جوتا ایڑی کاٹ دیتا تو ایڑی بٹھا لیا کرتے اور چلتے وقت گرد اڑ کر پنڈلیوں پر پڑتی۔ نیل لگاتے تو "قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے"۔

الحکم قادیان ۱۹۳۵ء ۲۱ر فروری

(۹) مرزاجی بوٹ پہنتے ہیں دایئں بایئں کی تمیز نہیں کر سکتے تھے بالآخر اس غلطی سے بچنے کے لیے ایک طرف کے بوٹے پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔

منکرین خلافت کا انجام مصنفہ جلال الدین قادیانی ص ۹۶

(۱۰) واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رکھتے تھے" اس لیے وہ جلد ٹوٹ جاتے تھے:" الحکم قادیان ۵ ۱۹۳- ۲۱ فروری

(۱۱) ٹائم کا پتہ گھڑی کے ہندسے گن کر لگاتے اور" انگل رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے تھے"۔ سیرۃ المہدی ص ۱۸۰

(۱۲) مرزاجی کو شیرینی سے بہت پیار تھا اور مرض بول میں بھی مبتلا تھے اس لیے مٹی کے ڈھیلے بھی اپنے جیب میں رکھتے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے" (مرزاجی کے حالات مرتبہ معراج الدین) بلکہ کبھی یوں بھی ہو جاتا کہ گڑ کی بجائے ڈھیلہ منہ میں ڈال لیتے۔

ہم انہی چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ مرزاجی کی ساری زندگی ایک عجوبہ تھی عموماً لوگ ان واقعات کو مرزاجی کی بے وقوفی اور حماقت پر دلیل ٹھہراتے ہیں اور مرزائی حضرات ان واقعات کو مرزاجی کی سادگی پر محمول کرتے ہوئے ان کے الہامات کے صدق پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ جو شخص اس قدر بھولا بھالا ہو وہ ایک غلط بات کا انتساب خداوند قدوس کی طرف کیسے کر سکتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ دونوں باتیں محل نظر ہیں۔ یہ واقعات دراصل مرزاجی کی عیارانہ و شاطرانہ چال کے آئینہ دار ہیں۔ تعجب ہے کہ ایک شخص مشک، عنبر، مفرح عنبری، سنکھیا بہترین ٹانک وائن۔ بہترین روغن بادام، مرغ، بٹیر اور دیگر خاص مجربات کے

استعمال کا عادی ہو اور ان کے خالص و ناخالص میں تمیز کر سکتا ہو کیا وہ مٹی اور گڑ۔ دائیں اور بائیں بوٹ کی تمیز نہیں کر سکتا بڑی عجیب بات ہے۔

ہماری ان مختصر گذارشات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرزائی حضرات جس نبی کے پیرو کار ہیں یا جسے وہ اپنا مقتدا و رہنما سمجھتے ہیں اس کی حقیقت کیا تھی۔ اس کے عقائد کیا تھے کردار کیا تھا، الہامات کیسے تھے، مبلغ علم کیا تھا۔ اپنوں سے اس کا سلوک کیا تھا و مخالفوں سے کس طرح پیش آتے تھے۔ قرآن و سنت کے متعلق اس کا نظریہ کیا تھا۔ انبیاء کرام اور سلف صالحین کے حق میں کس قدر زبان دراز تھا اور جس گھٹیا کردار کا وہ مالک تھا اس کا تصور تو کسی شریف آدمی سے بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ اسے مجدد یا نبی تسلیم کر لیا جائے۔

قادیانیوں کی لاہوری جماعت

مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد ان کے پیروکار مختلف دھڑوں میں تقسیم ہو گئے لیکن ان میں دو گروہ زیادہ مشہور ہیں۔ قادیانی۔ لاہوری۔ ان دونوں میں اصل نزاع چونکہ مسئلہ خلافت تھا اس لئے ضرورت تھی کہ یہاں خلافت کے مفہوم اس کے انعقاد اور خلفاء کے معیار کو متعین کیا جاتا تاکہ قارئین یہ جان لیتے کہ ان مدعیان خلافت کی عملی حیثیت کیا تھی اور ہے لیکن یہ مختصر رسالہ اس تفصیل کا متحمل نہیں ویسے بھی یہ تقابل سرِ دست ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

سابقہ صفحات میں ہم متنبی قادیان اور اس کی امت کے اکابر کے بیانات سے یہ بات بادلائل ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا غلام احمد نبوت کا مدعی۔ علیحدہ امت کا

بانی۔ جس کے نظریات مسلمانوں سے یکسر منافی۔ اس کو نہ ماننے والے اسی کروڑ مسلمان کافر۔ جہنم کے ایندھن۔ جنگلوں کے سؤر، اور ان سے ہر قسم کا تعلق حرام قرار دیتا ہے۔ انبیاء کرام و صحابہ عظام کے مساعی حسنہ کو خاک میں ملاتا اور اپنے آپ کو ان کے ہم پلہ بلکہ ان سے زیادہ درجہ و مرتبہ پر فائز سمجھتا ہے۔ العیاذ باللہ

غلام قادیان اپنے نظریات کی تبلیغ کرتا ہوا ۱۹۰۸ء میں مرگیا اس کے بعد حکیم نور دین خلیفہ مقرر ہوا تو اس نے بھی اسی عقیدہ کا پرچار کیا بالآخر وہ بھی ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء میں مرزا غلام احمد کی طرح عبرتناک موت سے مرا۔ پھر جب خلافت کا مسئلہ درپیش ہوا تو قرعہ فال مرزا بشیر الدین محمود احمد کے نام نکلا لیکن مولوی محمد علی، خواجہ کمال الدین مرزا یعقوب بیگ، ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ نے اس کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ بشیر الدین نے انہیں چونکہ بددیانتی اور خیانت کے الزام میں قادیان سے نکال دیا تھا تو اس کا انتقام انہوں نے یوں لیا کہ بشیر الدین کے باپ کی نبوت کا قولاً انکار کردیا۔ یہ حضرات لاہور آگئے اور مرزائیت کے متشددانہ عقائد میں راہِ اعتدال نکالی۔ غلام قادیان کو بطور مجدد و محدث پیش کیا۔ اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے امتی ہونے کا اعلان کیا۔ اور مدعی نبوت کو لعنتی قرار دیا تاکہ مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کی جاسکیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات خواہ مخواہ تکلف برتتے ہوئے اپنے نفاق پر مہر ثبت کرتے ہیں یہ حضرات جب قادیان میں تھے قادیانی نبوت کا پرزور پرچار کرتے اور قادیانیت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے رہے مرزا یعقوب بیگ نے انہی دنوں ایک مرتبہ لکھا:۔

"ادھر ہم نے اس خدا کے فرستادہ کا حال دیکھا ..... اب اگر ہمارے

جیسے بشر نے ہی رسول ہو کر آنا تھا اور اس امت میں سے ہونا تھا جیسے کہ حدیث اما حکم منکم سے ثابت ہے تو ... یں بائیں آگے پیچھے نظر مارد کہ کون ہے ...... میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں"

البدر قادیان ۱۹۰۶ء ۱۹ر جنوری

اور خواجہ کمال الدین نے اہل بٹالہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

" تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا تم خواہ مانو یا نہ مانو"

الحکم قادیان ۱۴ر مئی ۱۹۱۱ء

" پیغام صلح " جو کہ لاہوری جماعت کا آرگن ہے ۱۹۱۳ء میں جاری ہوا تو ان دنوں پیغام صلح سوسائٹی پر اعتراض ہوا کہ یہ حضرات منافق ہیں اور دل سے مرزا صاحب کو نہیں مانتے اس کے جواب میں سوسائٹی کے ممبروں نے " واللہ علی ما نقول وکیل " کے عنوان سے حسب ذیل بیان دیا :-

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادمین الاولین میں سے ہیں ہمارے ہاتھوں میں حضرت اقدس ہم سے رخصت ہوتے ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح مو ... د و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لیے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار سرمیدان ہیں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑتے"

پیغام صلح ۱۹۱۳ء ۷ر ستمبر

اس اعلان کے چالیس روز بعد پیغام صلح سوسائٹی نے ... سرا حلفیہ بیان ایک

غلط فہمی کا ازالہ" کے عنوان سے دیا جس کے الفاظ درج ذیل ہیں :-

ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا بھی نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔

پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء

ان بیانات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لاہوری جماعت بھی ۱۹۱۳ء تک قطعی اور یقینی طور پر غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرتی رہی۔ لیکن حکیم نور دین کی وفات کے بعد ۱۹۱۴ء میں جب خلافت کا جھگڑا کھڑا ہوا تو یہ حضرات اس سے منحرف ہو گئے۔ اور نئی نئی تاویلیں کرنے لگے مولوی محمد علی جو اس جماعت کے سرغنہ تھے نے ان بیانات کو ذاتی عقیدہ کہہ کر گلو خلاصی کرنا چاہی چنانچہ لکھتے ہیں :-

اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں تیس ۳۰ سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ان عقائد کی بنا پر ان پر جو فتویٰ دینا چاہیں دیں اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتویٰ کا سوال ہے تو ایسا کفر

کا فتویٰ نہیں کو تیس سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو شاید ہی مفید ہو سکے"۔
اخبار پیغام صلح ۲ فروری ۱۹۳۶ء

قارئین کرام خدارا انصاف فرمایئے کردہ حلفیہ بیانات جو ۱۹۱۳ء میں شائع ہوتے رہے اگر وہ محض مولوی محمد علی کے خیالات تھے اور پیغام صلح سوسائٹی کی رضامندی ان میں داخل نہ تھی تو کیا خلیفہ اوّل حکیم نوردین کے دور تک کبھی ان کی تردید کی اور لسے " ذاتی " رائے کہہ کر جماعت کے عقیدہ کا اعلان کیا؟ ہرگز نہیں اور پھر لطف یہ کہ عبارت مندرجہ بالا میں لاہوری جماعت کے امیر نے دبے لفظوں میں اسے تسلیم کیا ہے کہ ۳۰ سال قبل مرزا صاحب کی زندگی میں جو عقائد تھے یا خلیفہ اوّل کے دور میں جو نظریات تھے وہ تکفیر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد خیالات بدل گئے اور مسلمان ہو گئے لیکن باایں ہمہ مرزا جی کے کامل متبع اور صحیح جانشین ہے

این چہ بوالعجبی است

اور پھر ان حلفیہ بیانات کو ذاتی رائے قرار دینا اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ نزاع سے صرف دو تین ماہ پہلے ڈاکٹر بشارت احمد نے واشگاف الفاظ میں کہا

" حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہوں گے مگر ساتھ ہی امتی بھی ہوں گے کیونکہ اسی طرح بسبب امتی ہونے کے ان کی رسالت و نبوت ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی"۔
پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء

کیا ڈاکٹر بشارت احمد "پیغام صلح سوسائٹی" سے خارج ہیں؟ آخر کس کس فرد کے بیانات کو "ذاتی رائے" قرار دیا جائے گا؟

قارئین کرام یہ ہے لاہوری حضرات کا اصل عقیدہ جسے بعد میں اتقاءً چھپانے کی کوشش کی گئی۔ اگرچہ درپردہ تا حال وہ اسی ڈگر پر ہیں جس پر جماعت کی تاسیس ہوئی تھی۔ جب کہ یہ حضرات آج تک مرزا غلام احمد کو "مسیح موعود" کے لقب سے یاد کرتے ہیں جس کا اظہار وقتاً فوقتاً "پیغام صلح" سے ہوتا رہتا ہے اور مرزا غلام احمد نے خود تصریح کی ہے

"مسیح موعود نبی ہوگا" حقیقۃ الوحی صہ ۲۹

جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آج تک لاہوری حضرات بھی اندرونِ خانہ مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتے ہیں اور بظاہر اس کا انکار محض نفاق پر مبنی ہے اور یہ سارا ناٹک صرف احباب ربوہ یا قادیان سے لڑائی کا نتیجہ ہے۔ الحمدللہ کہ ہمارے اصحاب بیست دکشاد بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

والسلام

ارشاد الحق عفی عنہ

وعن والدیہ و اساتذتہ، و اخوانہ

اجمعین۔ آمین